وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾
اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے ۲

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ
کیا اللہ کے سوا اور خدا ٹھہراؤں کہ اگر رحمٰن میرا کچھ برا چاہے تو ان کی سفارش

لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ
میرے کچھ کام نہ آئے ۳ اور نہ وہ مجھے بچا سکیں ۴ بے شک

اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾
جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں ۵ مقرر میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو ۶

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾
اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو ۷ کہا کسی طرح میری قوم جانتی ۸

بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا
جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا ۹

عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا
اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا ۱۰ اور نہ ہمیں وہاں کوئی

مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ
لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی جبھی وہ بجھ کر

خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
رہ گئے ۱۱ اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر ۱۲ جب ان کے پاس کوئی رسول

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں ۱۳ کیا انہوں نے نہ دیکھا ہم نے ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا
کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں ۱۵ اور جتنے بھی ہیں

ا۔ قوم نے حبیب نجار کی تبلیغی گفتگو سن کر ان سے کہا کہ کیا تو بھی ان لوگوں پر ایمان لے آیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ فطرنی کے معنی ہیں مجھے نیست سے ہست کیا یا مجھے اپنے فضل اور ان بزرگوں کے فیض سے دین فطرت یعنی ایمان نصیب ہوا ۲۔ اس رب کی طرف تم کو جبرا" پلٹنا ہے اور میں خوش خوش اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی لئے یہاں صیغہ مجہول اور جمع مخاطب ارشاد ہوا۔ جس میں اپنا ذکر نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ انطاکیہ والے خدا کے منکر یعنی دہریہ نہ تھے' بلکہ مشرک تھے ورنہ ان سے ایسی گفتگو مفید نہ ہوتی ۴۔ معلوم ہوا کہ جھوٹے معبود بت وغیرہ کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ جس سے پتہ لگا کہ رب کے محبوب بندے جن کو شفاعت کا اذن مل چکا ہے وہ ضرور شفاعت کریں گے۔ شفاعت کے معنی یہ نہیں کہ رب جسے عذاب دینا چاہے اسے شفیع بچالے۔ یہ تو رب کا مقابلہ ہے بلکہ جس کے متعلق رب شفاعت کی اجازت دے اس کی شفاعت ہو گی اس کا نام شفاعت بالاذن ہے کفار اپنے بتوں کی متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے۔ ایسی شفاعت ماننا صریح کفر ہے ۵۔ جبریا دھونس سے' خیال رہے کہ بتوں کے لئے شفاعت و جبر دونوں کی نفی ہے اور مقبولان بارگاہ کے لئے صرف جبر کی نفی' شفاعت کا ثبوت۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۶۔ لہٰذا تم نری گمراہی میں ہو۔ یہ سنتے ہی اس سرکش قوم نے حبیب کو گھیر لیا اور انہیں پتھراؤ کرنے' لات گھونسے مارنے لگے۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ میری شہادت اب یقینی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بولے ۷۔ اے رسولو! میں اس رب پر ایمان لایا جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ سن لو اور میرے ایمان کے گواہ رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے اللہ کی دلیل ہیں۔ رب وہ جو رسول اللہ کا رب ہے' اسی لئے انہوں نے بِرَبِّكُمْ فرمایا۔ پھر حبیب شہید کر دیئے گئے ۸۔ یعنی روحانی طور پر شہداء کی طرح' کیونکہ جسمانی داخلہ بعد قیامت ہو گا۔ جزا کے لئے جنت میں جانا قیامت سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ آدم علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخلۂ جنت معراج میں جزا کے لئے نہ تھا یعنی حبیب نجار سے ان کے شہید ہوتے ہی فرشتوں نے یا رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات مومن کو اپنی قوم یاد رہتی ہے۔ وہ اس دنیا سے بالکل بے تعلق نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ حبیب نجار نے جنت میں پہنچ کر تمنا کی کہ میری قوم مجھے اس حالت میں جان لیتی تاکہ وہ بھی میری طرح ایمان لے آتی ۱۰۔ کہ ایمان کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانہ کے سارے گناہ معاف کر دیئے کیونکہ حبیب نے ایمان لا کر کوئی گناہ نہ کیا ۱۱۔ یعنی حضرت حبیب کی شہادت کے بعد اہل انطاکیہ کو ہلاک کرنے کے لئے جنگ بدر کی طرح فرشتوں کا لشکر نہ آیا بلکہ انہیں جبریل کی چیخ نے ہلاک کر دیا کیونکہ بدر میں فرشتے کفار کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے۔ غازیوں کی ہمت و عزت افزائی کے لئے آئے تھے ۱۲۔ کہ ان کا کوئی دفن کرنے والا بھی نہ رہا اور حضرت حبیب کی قبر شریف انطاکیہ میں بنی جو زیارت گاہ خواص و عوام ہے ۱۳۔ انطاکیہ والوں پر یا مکہ والوں پر یا عام بندوں پر' تیسرے معنی زیادی قوی ہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر یا پیغمبر کی کسی چیز کا مذاق اڑانا یا نگاہ حقارت سے دیکھنا کفر ہے' ان کی نعلین کی بھی عزت چاہیے ۱۵۔ کفار مکہ نے اپنے سفروں میں یعنی ضرور دیکھا ہے مگر عبرت نہ پکڑی ۱۶۔ تاکہ نیک اعمال کریں تو انہیں چاہیے کہ عمر کو غنیمت جانیں اور جو کما سکتے ہیں کما لیں۔ اس آیت میں آواگون کی نفیس تردید ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ رجعت ماننے والے شیعہ مرتدین اس آیت کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قریب قیامت حضرت علی پھر دنیا میں آئیں گے۔

جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ

سب کے سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے اور ان کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے

اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا

ہم نے اسے زندہ کیا ۱ے اور پھر اس سے اناج نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے

فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ

اس میں باغ بنائے کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں کچھ چشمے

الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا

بہائے ۲ے کہ اس کے پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھ کے بنائے نہیں ۳ے تو کیا

یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

حق نہ مانیں گے ۴ے پاکی ہے اسے جس نے سب جوڑے بنائے ۵ے ان چیزوں

تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰیَةٌ

سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان سے ۶ے اور ان چیزوں سے جن کی انہیں خبر نہیں ۷ے اور ان

لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ ۙ

کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس پر سے دن کھینچ لیتے ہیں ۸ے جبھی وہ اندھیروں میں ہیں

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ

اور سورج چلتا ہے ۹ے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے ۱۰ے یہ حکم ہے زبردست علم

الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ

والے کا ۱۱ے اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں ۱۲ے یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی

الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا

پرانی ڈال ۱۳ے سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے ۱۴ے اور نہ

الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ

رات دن پر سبقت لے جائے ۱۵ے اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے ۱۶ے اور ان کے لئے ایک

۱ے جیسے بارش سے خشک زمین زندہ ہوتی ہے ایسے ہی نبوت کی بارش سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں اور صور سے مردہ جسم زندہ ہوں گے ۲ے یعنی بارش سے غذائیں' میوے' چشمے بنتے ہیں' ایسے ہی نبوت سے شریعت کی غذا' طریقت کے میوے اور اولیاء علماء کے چشمے بنتے ہیں ۳ے یعنی یہ دانے اور پھل انہوں نے پیدا نہ کئے اگرچہ ان درختوں کے اسباب انہوں نے مہیا کئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مَا عَمِلَتْ میں ما موصولہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تاکہ یہ لوگ پھل اور وہ نعمتیں کھائیں جنہیں اپنے ہاتھوں تیار کرتے ہیں۔ جیسے شیرہ انگور' شربت انار وغیرہ (روح) ۴ے اس طرح کہ ہمارے حبیب پر ایمان لاویں۔ معلوم ہوا کہ مشرک اگرچہ ہزار طرح ظاہری شکر کرے مگر ناشکرا ہے' خدا کا شکریہ ہے کہ اس کے حبیب کی اطاعت کرے ۵ے اس سے معلوم ہوا کہ رب العالمین نے اپنی مخلوق میں جوڑے رکھے ہیں۔ میٹھا کڑوا' ٹھنڈا' گرم' اچھا' برا' وغیرہ سب جوڑے ہیں بے جوڑ رب کی ذات ہے۔ فرماتا ہے وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ بلکہ بعض درخت میں نر و مادہ ہوتے ہیں جو پہنچانے بھی جاتے ہیں ۶ے اس طرح کہ کسی کو صرف لڑکے دیتا ہے کسی کو صرف لڑکیاں' اور کسی کو دونوں' معلوم ہوا کہ سب اس کی عطا کے محتاج ہیں ۷ے بہت مخلوق وہ ہے جو پیدا شدہ بھی ہے مگر انسان کو ان کی خبر نہیں اور بہت وہ جو ابھی پیدا نہ ہوئی آئندہ ہو گی ۸ے اس طرح کہ فضا بذات خود سیاہ و تاریک ہے۔ رب تعالیٰ اسے آفتاب کے ذریعہ نورانی سفید لباس پہنا دیتا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور عالم اپنے اصلی رنگ میں نظر آنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم سب اصل میں سیاہ تاریک ہیں۔ نور مصطفوی کے ذریعہ ایمان کی روشنی ملی ہے ۹ے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین ٹھہرے ہوئے ہیں' تارے ان میں تیر رہے ہیں۔ حرکت زمین و آسمان پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ سورج وغیرہ کی حرکت بھی ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک ہے ۱۰ے اس ٹھہراؤ سے مراد یا قیامت ہے یا سورج کی منزلوں کی ابتداء اور انتہاء ۱۱ے رب کے ان اندازوں میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔ موسم' فصلیں سب ان اندازوں سے قائم ہیں ۱۲ے چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جنہیں وہ اٹھائیس راتوں میں طے کر لیتا ہے۔ اگر تیس دن کا مہینہ ہو تو دو راتیں اگر انتیس دن کا ہو تو ایک رات چھپا رہتا ہے۔ اس کی بحث سورہ یونس میں ہو چکی ۱۳ے مہینہ کی آخری راتوں میں چاند پتلا ٹیڑھا مائل بہ زردی ہو جاتا ہے جیسا اول تاریخوں میں تھا یہی انسان کا حال ہے کہ بڑھاپے میں بچپن کی طرح ناسمجھ' کمزور' بیوقوف ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ جو تغیر و تبدل سے پاک ہے ۱۴ے اس طرح کہ رات میں طلوع ہو کر چاند کو بے نور کر دے اور چاند کی بادشاہی چھین لے یا چاند کی طرح تیز حرکت کرے بلکہ چاند جن منزلوں کو اٹھائیس دن میں طے کرتا ہے سورج انہیں ایک سال میں طے کرتا ہے۔ اگر سورج بھی چاند کی طرح تیز رفتار ہو تو فصلیں ٹھیک طرح تیار نہ ہو سکیں۔ ۱۵ے اس طرح کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آ جاوے تاکہ رات اتنی دراز ہو جاوے کہ دن کو آنے ہی نہ دے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خیال رہے کہ سورج و چاند کا جمع ہو جانا قیامت میں ہو گا۔ رب فرماتا ہے وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اسی طرح رات کا بہت دراز ہو جانا بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۶ے معلوم ہوا کہ ہر سیارہ کا مدار جدا ہے اور وہ تارا اس میں ایسا تیر رہا ہے جیسے دریا میں مچھلی۔ مگر آسمان خود ساکن ہے۔

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا
نشانی یہ ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کی پیٹھ میں ہم نے بھری کشتی میں سوار کیا ۱ اور ان کے لئے
لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ
ویسی ہی کشتیاں بنا دیں جن پر سوار ہوتے ہیں ۲ اور ہم چاہیں تو انہیں ڈبو دیں تو نہ کوئی ان کی فریاد
لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾
کو پہنچنے والا اور نہ وہ بچائے جائیں ۳ مگر ہماری طرف کی رحمت اور ایک وقت تک برتنے دینا ۴
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ
اور جب ان سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے ۵ اور جو تمہارے پیچھے آنے والا
تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا
ہے ۶ اس امید پر کہ تم پر مہر ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب کبھی ان کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی
كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ
۷ ان کے پاس آتی ہے تو اس سے منہ ہی پھیر لیتے ہیں ۸ اور جب ان سے فرمایا جائے
اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ
کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کہتے ہیں ۹ کہ کیا ہم اسے کھلائیں
لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾
جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا ۱۰ تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں ۱۱
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾
اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ۱۲ اگر تم سچے ہو
مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾
راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۱۳ کہ انہیں آ لے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے ۱۴
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾
تو نہ وصیت کر سکیں گے ۱۵ اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں

ع ۳

۱۔ اس کشتی سے مراد نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جو سامان اور انسانوں سے بھری ہوئی تھی اور ان انسانوں کی پشت میں یہ لوگ تھے کیونکہ اولاد اپنے باپ دادوں کی پشت میں ہوتی ہے ۲۔ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد سے قیامت تک کشتیاں و جہاز بنتے رہیں گے۔ ان سب کی اصل کشتی نوح ہے۔ خیال رہے کہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام ہیں اس کی تحقیق بارہویں پارہ میں ہو چکی ۳۔ یعنی ان کشتیوں کا دریا سے پار ہو جانا ہمارے کرم سے ہے اگر ہم چاہیں تو غرق کر دیں جیسا کہ دن رات دیکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا تم اپنی صنعت پر نہ اتراؤ ہمیشہ رب سے کرم مانگو۔ دریا میں ڈوبتے وقت کوئی مدد بھی نہیں پہنچتی ۴۔ وقت سے مراد لوگوں کی عمریں ہیں یعنی سمندر و خشکی کے سارے اسباب صرف زندگی میں کار آمد ہیں۔ بعد موت تمہارے لئے سب بیکار۔ لہٰذا ان میں پھنس کر رب سے غافل نہ ہو جاؤ ۵۔ یا تو سامنے والے عذاب سے مراد گزشتہ امتوں کے عذاب ہیں اور پیچھے آنے والے عذاب سے خود ان پر آنے والے عذاب جن کے آنے کا اندیشہ ہے۔ یا پہلے عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے۔ اور پچھلے عذاب سے آخرت یا قبر کا عذاب۔ ۶۔ قرآن کریم کی آیت یا حضور کا معجزہ یا دنیاوی وہ چیزیں جو رب تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں جیسے ارزانی' گرانی وغیرہ ۷۔ اس طرح کہ ان میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ آیات الٰہیہ میں غور کرنا عبادت ہے اور غور نہ کرنا نافرمانی ہے ۸۔ مذاق اڑاتے ہوئے مسلمانوں کو یہ جواب دیتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کفر اور کفار کا کام ہے۔ وہ کفار یہی کہتے تھے کہ غریبوں کو امیروں کے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ خدا انہیں خود بلا وسیلہ روزی دے سکتا ہے' حالانکہ قدرت اور ہے قانون کچھ اور' قانون یہ ہے کہ وسیلہ سے رب کی رحمت ملے ۱۰۔ مسلمان کفار مکہ سے کہتے تھے کہ تم جو اپنی کمائی میں سے کچھ حصہ اپنے گمان میں اللہ کے نام کا نکالتے ہو وہ حصہ مسکینوں فقیروں کو دو کہ اس کا مصرف فقرا ہیں تو وہ جواب یہ دیتے تھے جو آیت کریمہ میں مذکور ہوا۔ کہ فقرا کو مال دینا رب تعالیٰ کی مشیت و ارادے کے خلاف ہے۔ رب انہیں محتاج رکھنا چاہتا ہے ہم انہیں غنی کریں۔ ان کی یہ بکواس مذاق ٹھٹھا کے طور پر تھی یا بخل و کنجوسی کی وجہ سے یہ بہانہ بناتے تھے۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہاں انفاق سے مراد زکوٰۃ یا شرعی صدقہ نہیں کیونکہ ہجرت سے پہلے زکوٰۃ کا حکم نہ آیا تھا۔ نیز کافر نہ زکوٰۃ کا اہل ہے نہ صدقہ کا۔ مسلمانوں نے کفار کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے کہا تھا کہ تم خدا کے نام کا نکالا ہوا خود کھا جاتے ہو۔ ۱۱۔ قیامت اور حساب و جزا جن کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو' یہ سوال تحقیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے طور پر تھا ۱۲۔ صور کا پہلا نفخہ جس میں سب فنا ہو جائیں گے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ صور پھونکتے وقت دنیا والے خرید و فروخت' کھانے پینے میں مشغول ہوں گے ۱۴۔ یعنی قیامت آنے پر لوگ اپنے سارے کام ناتمام چھوڑ دیں گے۔ نہ تو خود پورا کر سکیں گے نہ ہی دوسروں کو پورا کرنے کی وصیت کر سکیں گے۔ نہ بازار سے گھر آ سکیں گے بلکہ تمام لوگ جہاں تھے وہاں ہی فنا ہو جائیں گے

ا۔ دوسری بار سب کو زندہ کرنے کے لئے پہلے نفخہ سے چالیس سال بعد یعنی اس قدر فاصلے پر ۲۔ یعنی جہاں وہ دفن ہوئے تھے اور اگر دفن نہ ہوئے تو جہاں کہیں ان کے اجزاء اصلیہ اس وقت موجود تھے' اس کی صورت یہ ہوگی کہ رب تعالیٰ اٹھانے سے پہلے ہر میت کے اجزا اصلیہ وہاں ہی جمع فرمادے گا جہاں وہ دفن ہوا یا جلایا گیا یا جہاں اسے شیر وغیرہ یا مچھلیوں نے کھایا ۳۔ شام کے علاقہ کی طرف جہاں قیامت قائم ہوگی' کوئی آہستہ کوئی تیز کوئی پیدل کوئی سواری پر جائے گا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اٹھنا کفار کو غم کا باعث ہوگا صالحین کو خوشی کا جیسے موت غافل کے لئے چھوٹنے کا دن ہے' عاقلوں کے لئے ملنے کا دن' اس لئے ان کی موت کے دن

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
اور پھونکا جائے گا صور[1] جبھی وہ قبروں سے[2] اپنے رب کی طرف دوڑتے

يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ
چلیں گے[3] کہیں گے ہائے ہماری خرابی[4] کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا[5]

هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ إِن كَانَتْ
یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا[6] اور رسولوں نے حق فرمایا[7] وہ تو نہ ہوگی

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾
مگر ایک چنگھاڑ[8] جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ
تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے

تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾
کئے کا[9] بے شک جنت والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں[10]

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ
وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں[11] تختوں پر تکیہ لگائے ان کے لئے

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ
اس میں میوہ ہے اور ان کے لئے ہے اس میں جو مانگیں[12] ان پر سلام ہوگا مہربان

رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ
رب کا فرمایا ہوا[13] اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو[14] اے اولادِ آدم کیا میں نے تم سے

إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ
عہد نہ لیا تھا[15] کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن

مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾
ہے[16] اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے

وقف غفران

کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے' فرشتے ان سے کہتے ہیں سو جاؤ دلہا کی طرح' اس لئے آگے جنتیوں کا ذکر علیحدہ آرہا ہے ۵۔ یہ کفار کا کلام ہوگا۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں رب تعالیٰ عذاب قبر اٹھادے گا۔ جس سے یہ کفار آرام سے سوتے رہیں گے۔ اب جب اٹھیں گے تو یہ کہیں گے (تفسیر خازن و خزائن) ورنہ کفار اپنی قبروں میں سوتے کہاں تھے سخت عذاب میں تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ کفار قیامت کی سختی دیکھ کر قبر کے عذاب کو ہلکا کہیں گے (خزائن) بہر حال اس آیت سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی ۶۔ یہ کلام رب کا ہوگا یا فرشتوں کا یا مومن جن و انس کا ۷۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سب سے پہلے پیغمبروں کی نعت خوانی ہوگی جو قبروں سے اٹھتے ہی سب لوگ سنیں گے۔ پھر شفیع کی تلاش و جستجو' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو آج نعت خوانی یا وسیلہ یا بزرگوں کی امداد کے منکر ہیں ۸۔ صور کا دوسرا نفخہ یہ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ کی تفسیر ہے' تکرار نہیں۔ یا چنگھاڑ سے مراد حضرت اسرافیل کی وہ آواز ہے جو پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیں گے کہ اے گلی ہڈیو! بکھرے بالو! اکھڑے ہوئے جوڑو' حساب کے لئے جمع ہو جاؤ۔ بہر حال آیت مکرر نہیں ۹۔ یہ خطاب کفار سے ہوگا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے ناسمجھ فوت شدہ بچے عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کہ ان کی کوئی بد عملی نہیں دوسرے یہ کہ مومن کو عمل کی جزا بھی ملے گی اور رب کا فضل بھی رب فرماتا ہے۔ وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۱۰۔ صدہا قسم کی نعمتیں' رب کی دعوتیں بہشتی درختوں کی فضائیں' حسینانِ جنت کا قرب' رب کا دیدار اور حضور کا ساتھ (خزائن) رب نصیب کرے ۱۱۔ ان ازواج میں دنیا کی مومنہ منکوحہ بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حوریں لونڈیوں کی حیثیت سے نہ ہوں گی بلکہ بیوی کی حیثیت سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۱۲۔ چونکہ جنت میں نفس امارہ فنا کر دیا جائے گا اس لئے کوئی جنتی بری چیز کی خواہش نہ کرے گا ۱۳۔ رب تعالیٰ جنتیوں کو سلام بھیجے گا خواہ بلاواسطہ یا فرشتوں کے واسطے سے' مگر یہ سلام دعا کا نہ ہوگا۔ رب تعالیٰ دعا مانگنے سے پاک ہے' اپنی رضا اور جنت والوں کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوگا۔ اس سلام سے مومنوں کو دیدار الٰہی کا شوق ہوگا جو پورا کیا جائے گا ۱۴۔ مجرموں سے کفار مراد ہیں۔ یعنی اے کافرو مسلمانوں سے علیحدہ کھڑے ہو' مومن عرش کی داہنی جانب کفار بائیں طرف' یا اے دوزخی کافرو! ہر قسم کا کافر دوسری قسم کے کافر سے علیحدہ جہنم میں رہے گا۔ ۱۵۔ پیغمبروں کی معرفت تم کو حکم دیا گیا تھا کہ بت پرستی نہ کرنا خیال رہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پوجنا شیطان کو پوجنا ہے۔ کہ اس کے بہکانے سے ہے۔ ۱۶۔ کیونکہ وہ تمہاری وجہ سے مردود ہوا۔ اب کس طرح وہ تمہارا دوست ہو سکتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور بے شک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا ۱ تو کیا تمہیں عقل نہ تھی

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا ۲ آج اسی میں جاؤ

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ

بدلہ اپنے کفر کا ۳ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے ۴ اور ان کے

اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے ۵ اور اگر ہم چاہتے

لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾

تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے ۶ پھر لپک کر رستے کی طرف جاتے تو انہیں کچھ نہ سوجھتا

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا

اور اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے ۷ نہ آگے بڑھ سکتے

وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا

نہ پیچھے لوٹتے اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اسے پیدائش میں الٹا پھیریں ۸ تو کیا

یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

وہ سمجھتے نہیں اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا ۹ اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے ۱۰ وہ تو

ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ

نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ۱۱ کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو اور کافروں پر

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا

بات ثابت ہو جائے کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے

عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ

ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں اور انہیں ان کے لئے

۱۔ یعنی ہر پچھلے کافر کو غور کرنا چاہیے تھا کہ شیطان کی پیروی کی وجہ سے پہلی امتیں تباہ ہو چکیں۔ ان سے عبرت پکڑتا۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے۔ خیال رہے کہ یہ خطاب بھی کفار سے ہو گا کہ شیطان نے انہیں مختلف طریقے سے سمجھایا ۲۔ اب دوزخ کو دیکھ کر اس کی تصدیق کر لو' مگر یہ تصدیق مفید نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی پر اعتماد کرنے کا نام ایمان ہے۔ کفار آخرت کو دیکھ کر ساری چیزیں مان جائیں گے۔ مگر وہ ماننا کار آمد نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھ پر اعتماد کیا نہ کہ نبی پر ۴۔ یہ ان کے لئے ہو گا جو اپنے جرموں کا انکار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صرف اپنے علم پر سزا جزا نہ دے گا بلکہ گواہی وغیرہ سے تحقیقات کر کے ۵۔ خیال رہے کہ کاتب اعمال فرشتے' خود نامہ اعمال اور زمین و آسمان کافر کے خلاف گواہی دیں گے۔ لیکن جب وہ انکار ہی کئے جائے گا تب خود اس کے اعضا سے گواہی دلوائی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ کافر کی زبان وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئے گی۔ باقی اعضا سچ عرض کر دیں گے۔ اس کی زبان بڑی مجرم ہے لبوں پر مہر دائمی نہ ہو گی۔ اعضا کی گواہی لے کر توڑ دی جاوے گی۔ اس لئے وہ دوزخ میں پہنچ کر شور مچائیں گے ۶۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو تمام کفار کے دلوں کی طرح آنکھیں بھی اندھی کر دیں مگر نہیں کرتے۔ اس قدر کفر و عناد کے باوجود انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان پر بھی شکر لازم ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ انہیں پتھر یا بندر' سور بنا دیتے وغیرہ جیسے پچھلی امتوں کے سرکشوں کے کیا گیا۔ خیال رہے کہ مسخ میں صرف صورت تبدیل ہوتی ہے۔ روح وہی رہتی ہے۔ لہٰذا اسے آواگون یا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں' کیونکہ آریوں کے نزدیک آواگون میں روح بھی بدل جاتی ہے کہ نفس انسانی نفس حماری بن جاتی ہے۔ یہ ناممکن ہے ۸۔ کہ بڈھے کو بچے کی طرح ناسمجھ اور کمزور کر دیتے ہیں تو اس پر بھی قادر ہیں کہ تمہارا حال بدل دیں ۹۔ شان نزول: کفار مکہ قرآن شریف کو شعر اور حضور کو شاعر کہتے تھے۔ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ عربی محاورہ میں جھوٹے مگر دلفریب کلام و خیالات کو شعر کہا جاتا ہے۔ یعنی ناول اور ناول گو کو شاعر کہتے ہیں جس کی حقیقت تو کچھ نہ ہو مگر عبارت بہت دلفریب ہو۔ یہاں علم بمعنی ملکہ و عادت ہے۔ یعنی قرآن شریف ناول نہیں اور حضور ناول گو نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے محبوب کو ناول کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔ جیسے باپ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو گالیاں نہ سکھائیں۔ یعنی گالی بکنے کا عادی نہ بنایا۔ نہ یہ کہ اسے گالی کی پہچان نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے حضور کے علم کی کمی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ آپ کا پاک و ستھرا ہونا ثابت ہے (خزائن' روح' مدارک' جمل وغیرہ) ۱۰۔ یعنی ناول گوئی آپ کی شان سے بعید ہے نہ یہ کہ شعر کا جاننا کہ علم شعر نبی کی شان کے خلاف ہے' نہ رب تعالیٰ کی شان سے بعید' اگر شعر کا جاننا برا ہوتا تو نہ حضور جانتے نہ رب۔ ۱۱۔ یعنی جسے کفار مکہ ناول یا شعر کہتے ہیں وہ قرآن اور نصیحت ہے۔ معلوم ہوا کہ شعر سے کفار کی مراد قصیدہ یا نظم نہ تھی۔ قرآن مجید میں کوئی شعر و قصیدہ نہیں۔ وہ اسے شعر کیسے کہہ سکتے تھے۔ بلکہ ان کی مراد دلفریب جھوٹی کہانیاں تھیں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ بعض آیتوں میں وزن شعری بن گیا ہے مگر وہ اتفاقاً" ہے ارادۃً" نہیں جیسے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا ایسے ہی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ایسے ہی اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ وغیرہ۔ اسی طرح حضور کے بعض کلام میں وزن و قافیہ ہے مگر بلا ارادہ اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ وغیرہ۔ لہٰذا یہ شعر نہیں کہ شعر میں قافیہ کی قید ضروری ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور اشعار و نظم لہجے سے پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ مگر اچھے برے اشعار کی خوب پہچان فرماتے

(بقیہ صفحہ ۷۰۹) تھے۔ لہٰذا علم کی نفی نہیں بلکہ ملکہ کی نفی ہے۔ ۱۲۔ اس طرح کہ اس کا دل ایمانی زندگی سے زندہ ہو۔ ۱۳۔ اسلام کے دلائل پورے واضح ہو جاویں یا وعدہ عذاب پورا ہو جاوے ۱۴۔ ہاتھ سے مراد قدرت کاملہ ہے۔ یعنی تمام جانور ہم نے صرف اپنی قدرت سے بنائے۔ انکے بنانے میں کسی شریک سے مدد نہ لی۔ فرشتوں کا ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا رب ہی کے حکم سے ہے لہٰذا یہ رب ہی کا بنانا ہے۔ آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے بغیر فرشتے کے ذریعہ کے بنایا کہ فرمایا۔ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ، اسی لئے انہیں بشر کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی بنائی ہوئی ذات مباشرت بالید سے مشتق ہے۔ ۱۵۔ یعنی جانور بنائے ہم نے اور برتتے تم ہو اس کا شکریہ ادا کرو

فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ

نرم کر دیا ۱ تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں ۲ اور انکے لئے ان میں کئی طرح کے نفع ۳

اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر نہ کریں گے اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ شاید ان

يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

کی مدد ہو ۴ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار

مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

حاضر آئیں گے ۵ تو تم ان کی بات کا غم نہ کرو ۶ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ

اور ظاہر کرتے ہیں اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ

جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے ۷ اور ہمارے لئے کہاوت کہتا ہے ۸ اور اپنی پیدائش بھول گیا ۹

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ

بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کریگا

اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿٧٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ

جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے ۱۰ جس نے تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾

ہرے پیڑ میں سے آگ پیدا کی ۱۱ جبھی تم اسے سلگاتے ہو ۱۲

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي

اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں

اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ

بنا سکتا کیوں نہیں ۱۳ اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اس کا کام تو یہی

وقف لازم

وقف غفران

۱۔ کہ زور والے ہاتھی اونٹ وغیرہ کو انسان کے بچے لئے پھرتے ہیں۔ یہ رب کی قدرت ہے ۲۔ جیسے ہاتھی صرف سواری کے کام آتا ہے اور مرغ وغیرہ صرف کھانے کے' اونٹ' بیل وغیرہ کھائے بھی جاتے ہیں اور سواری بھی دیتے ہیں ۳۔ کہ ان کے دودھ گوشت پوست اون ناخون ہڈی پٹھے کام آتے ہیں ۴۔ خدا کے مقابلہ میں'کہ رب تعالیٰ عذاب دینا چاہے مگر یہ بت عذاب نہ دینے دیں۔ یہ ماننا شرک ہے اس آیت کو نبیوں ولیوں سے کوئی تعلق نہیں ۵۔ یعنی کفار اپنے بتوں کا لشکر بن کر قیامت میں حاضر ہوں گے اور مع ان بتوں کے دوزخ میں جائیں گے۔ مگر کافر سزا پانے اور یہ لکڑی پتھر کے بت' چاند سورج عذاب دینے کے لئے ۶۔ کفار کے کفر یا آپ کے انکار یا ایذا پر غمگین نہ ہوں'معلوم ہوا کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب ہیں کہ رب آپ کو تسلی و تشفی دیتا ہے۔ ۷۔ شان نزول یہ آیت عاص بن وائل یا ابو جہل یا ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو ایک گلی سڑی ہڈی لے کر حضور کی خدمت میں مناظرہ کے لئے آیا تھا اور اس ہڈی کو توڑتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ کیا خدا اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں ضرور زندہ اٹھائے گا۔ اور تجھے دوزخ میں پہنچائے گا۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے حضور کی تائید فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا تو دوزخ میں جائے گا۔ ۸۔ کہ گلی ہوئی ہڈی دکھا دکھا کر ہماری قدرت کا انکار کرتا ہے ۹۔ کہ ہم نے اسے ایسی بکھری ہوئی مٹی سے بنایا تو کیا اب بنانا بھول گئے ایجاد سے اعادہ آسان ہے جب ہم پہلی بار بنا چکے تو اب بدرجہ اولیٰ بنا سکتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی رب تعالیٰ پیدا فرمانا جانتا ہے۔ یا مردوں کے بکھرے ہوئے اجزا کو جانتا ہے لہٰذا ساری مخلوق کو اس طرح دوبارہ پیدا کرے گا کہ کسی کا جزو بدن دوسرے میں نہ پہنچ سکے گا۔ جب اس کا علم بھی کامل ہے قدرت بھی کامل پھر تمہیں قیامت کے ماننے میں کیوں تامل ہے ۱۱۔ یوں تو ہر سبز درخت سوکھ کر جل جاتا ہے۔ لیکن عرب میں دو درخت پائے جاتے ہیں۔ مرخ اور عفار' مرخ نر ہے' عفار مادہ جب ان کی ہری شاخیں ایک دوسرے سے رگڑی جائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے۔ حالانکہ ان میں اتنی تری ہوتی ہے کہ ان سے پانی ٹپکتا ہے۔ دیکھو رب کی شان کہ پانی اور آگ ایک ہی جگہ جمع فرما دیئے (خزائن و روح) کیکر کا درخت گیلا بھی جلتا ہے۔ ریل کا کوئلہ بھیگ کر خوب جلتا ہے۔ ایسے ہی رب نے بشریت کے سبز درخت میں محبت و عشق کی آگ ودیعت رکھی ہے ۱۲۔ قرآن کریم میں جہاں الیس یا اولیس آئے وہاں پڑھنے والے کو دل میں بلیٰ کہہ لینا چاہیے۔ اور یہاں تو خود قرآن شریف میں بلیٰ آ گیا۔

إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحَٰنَ ٱلَّذِى

ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے تو پاکی ہے اسے جس کے

بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۳﴾

ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے ۳ اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ۴

اٰیَاتُهَا ۱۸۲ | ۳۷ سُورَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ | رُكُوعَاتُهَا ۵

سورۃ والصفت مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۱۸۲ آیات ۸۶۰ کلمے اور ۳۸۲۶ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَٱلصَّٰٓفَّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَٱلزَّٰجِرَٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَٱلتَّٰلِيَٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾

قسم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں ۵ پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں ۶ پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں

إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَٰحِدٌ ﴿۴﴾ رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

۷ بے شک تمہارا معبود ضرور ایک ہے ۸ مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان

وَرَبُّ ٱلْمَشَٰرِقِ ﴿۵﴾ إِنَّا زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنْيَا بِزِينَةٍ

ہے اور مالک مشرقوں کا ۹ بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگار سے

ٱلْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَّا

آراستہ کیا ۱۰ اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے ۱۱ عالم بالا

يَسَّمَّعُونَ إِلَى ٱلْمَلَإِ ٱلْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾

کی طرف کان نہیں لگا سکتے ۱۲ اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے ۱۳

دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ﴿۹﴾ إِلَّا مَنْ خَطِفَ ٱلْخَطْفَةَ

انہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ۱۴ مگر جو ایک آدھ بار اچک لے چلا

فَأَتْبَعَهُۥ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَٱسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا

تو روشن انگارا اس کے پیچھے لگا ۱۵ تو ان سے پوچھو ۱۶ کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط

۱۔ کن فرمانے سے مراد ہے ارادہ خلق کا تعلق نہ کہ کاف و نون فرمانا اور نہ کسی سے خطاب فرمانا لہٰذا اس پر آریوں کے یہ اعتراض نہیں پڑسکتے کہ اگر سب چیزیں کن سے بنیں تو کن کس سے بنا ۲۔ اس میں پیدائش کے طریقہ اور رب تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے۔ اور فی سِتَّةِ اَیَّامٍ میں مدت اور وقت پیدائش اور مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میں اصل پیدائش کا ذکر ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ ہر چیز کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر کا نام ہے ملک اور باطن کا نام ملکوت ۴۔ مرنے کے بعد یا قیامت میں حساب و سزا و جزا کے لئے مومن خوشی سے جائیں گے کافر مجبوراً لے جائے جائیں گے ۵۔ ان سے مراد یا وہ فرشتے ہیں جو بارگاہ الٰہی میں صف باندھ کر عبادت کرتے ہیں یا اس کے حکم کا انتظار۔ یا وہ نمازی لوگ جو صف باندھ کر جماعت نماز میں کھڑے ہوتے ہیں یا وہ غازیان اسلام جو بوقت جہاد صفیں باندھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز اور جہاد رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ ان کی قسم فرمائی (روح و خزائن) ۶۔ یعنی وہ فرشتے جو بادلوں یا ہواؤں کو جھڑک کر چلائیں یا وہ علماء دین جو لوگوں کو سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے برائیوں سے روکیں' یا وہ غازی جو میدان جہاد میں گھوڑے دوڑائیں ڈانٹ ڈپٹ کریں ۷۔ نماز میں یا وعظ کے وقت یا جہاد کرتے وقت۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بڑی اعلیٰ عبادت ہے جو سفر و حضر میں نہ چھوڑی جائے بلکہ جہاد میں تو زیادہ عبادات چاہئیں کہ وہاں موت سامنے ہے۔ صحابہ کرام عین جہاد میں قتل و خون ہوتے ہوئے جماعت بھی نہ چھوڑتے تھے۔ بلکہ نماز خوف ادا کرتے تھے۔ افسوس ان پر جو بلاوجہ جماعت بلکہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۸۔ رب نے اپنی وحدانیت اور اپنے صفات ان چیزوں کی قسم سے بیان فرمائے مگر حضور کی نبوت قرآن کی قسم بلکہ اپنی قسم سے بیان کی۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ، اور فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ ۹۔ ہر روز سورج نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اس لئے مشارق جمع فرمایا گیا ۱۰۔ کیونکہ دیکھنے والے کو سارے تارے پہلے آسمان پر ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے نیلی چادر پر رنگ برنگ موتی بکھرے ہوئے ہیں اگرچہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں مگر زینت پہلے آسمان کی ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے آسمان صاف آئینہ کی طرف شفاف ہیں ۱۱۔ اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمان پر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو تارے میں سے آگ کا شعلہ نکل کر اسے گولی کی طرح لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاروں سے غیبی خبریں معلوم کرنا جائز نہیں کیونکہ تارے' روشنی' حفاظت' راستہ اور وقت کی علامتوں کے لئے بنائے گئے نہ کہ غیبی خبریں معلوم کرنے اور فال کھولنے کے لئے ۱۲۔ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں جو آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق آپس میں گفتگو کرتے ہیں شیطان چھپ کر سننے کی کوشش کرتے ہوئے وہاں پہنچنا چاہتے ہیں تو مار کر ہٹا دیئے جاتے ہیں ۱۳۔ شہابوں کی جو انگاروں کی طرح ہوتے ہیں۔ ۱۴۔ یعنی شیاطین کو یہ دنیا میں عارضی عذاب ہے قیامت کے بعد وہ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جو دوزخ میں دیا جائے گا ۱۵۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے شیاطین آسمانوں پر جاتے تھے حضور کی تشریف آوری کے بعد ان کا جانا بند ہو گیا جیسے کہ سورۃ جن میں مذکور ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری زمین و زمان میں تغیر کا سبب بنی ۱۶۔ مشرکین مکہ سے جو قیامت اور سزا و جزا کے انکاری ہیں۔

أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۗ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ

ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی لے بیشک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا

عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا

تے بلکہ تمہیں اچنبھا آیا اور وہ ہنسی کرتے ہیں تے اور سمجھائے نہیں سمجھتے ٹ اور جب

رَأَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوْٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ

کوئی نشانی دیکھتے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں ٹ اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَإِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿١٦﴾

جادو ث کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے ٹ

أَوَاٰبَآؤُنَا الْأَوَّلُوْنَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿١٨﴾

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ث تم فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہو کے ؤ

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوْا

تو وہ تو ایک ہی جھڑک ہے جبھی وہ دیکھنے لگیں گے نلہ اور کہیں گے

يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ

ہائے ہماری خرابی ان سے کہا جائے گا یہ انصاف کا دن ہے یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَأَزْوَاجَهُمْ

تم جھٹلاتے تھے ۱۲ ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ۱۲

وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

اور جو کچھ وہ پوجتے تھے ۱۳ اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو

إِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿٢٤﴾

راہ دوزخ کی طرف اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے ۱۴

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿٢٦﴾

تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ۱۵ بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں

ا۔ کفار مکہ فرشتوں کے قائل تھے انہیں خدا کی مخلوق اور اس کی لڑکیاں مانتے تھے۔ ان میں قوت و طاقت بھی مانتے تھے۔ یہ سوال ان کی سرزنش کے لئے ہے اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو اس مٹی سے بنایا اور سارے انسانوں کو آدم علیہ السلام سے۔ روح البیان نے فرمایا کہ انسان کی اصل چکنی مٹی ہے جس میں چمٹنا لپٹنا پایا جاتا ہے لہٰذا انسان کی فطرت میں لپٹ ہے خواہ دنیا سے لپٹے یا دین سے خواہ شیطان سے یا حبیب رحمٰن کے قدم اور دامن سے ۳۔ یعنی اے محبوب تمہیں ان کے انکار پر تعجب ہے اور کفار آپ کے تعجب پر ہنستے ہیں۔ آپ کا تعجب عبادت ہے ان کا ہنسنا کفر ۴۔ اور جو آپ کے سمجھائے بھی نہ سمجھے وہ کبھی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ حضور ہدایت اور فہمائش کی آخری منزل ہیں ۵۔ یعنی وہ آپ کے عظیم الشان معجزے چاند پھٹنا' سورج لوٹنا' کنکر' پتھروں کا کلمہ پڑھنا دیکھ کر بجائے ایمان لانے کے مذاق کرتے ہیں ٦۔ حالانکہ جادو آسمان پر نہیں چلتا اور جادو سے شے کی حقیقت نہیں بدلتی۔ معجزے میں یہ دونوں باتیں نہیں ہوتی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر سارے جادوگروں کے سانپ نگل گیا' مگر وہ سانپ اسے نہ کھا سکے کیونکہ یہ عصا واقع میں سانپ بن گیا لہٰذا کھانے پینے لگا' وہ سانپ واقع میں رسیاں تھیں جو سانپ نظر آرہی تھیں ۷۔ یعنی ہرگز نہیں۔ یہ سوال انکار کے لئے ہے۔ اس نیت سے سوال بھی کفر ہے۔ ۸۔ اگلے باپ داداؤں کا اٹھنا انہیں بہت مشکل معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ بہت پرانے مرے ہوئے تھے ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کی ذلت کفار کے ساتھ خاص ہے' مومن گنہگار اگرچہ سزا پاوے مگر رب تعالیٰ اسے وہاں ذلیل نہ کرے گا ۱۰۔ یعنی سارے عالم کا دوبارہ پیدا ہو جانا اور تمام مردوں کا جی اٹھنا صور کی آواز سے پل بھر میں ہو جاوے گا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بہت نام ہیں۔ اور یہ نام اس دن کے کاموں کے لحاظ سے ہیں۔ چونکہ اس دن بدلہ دیا جاوے گا۔ انصاف کیا جاوے گا۔ لہٰذا وہ یَوْمُ الدِّیْن ہے اور چونکہ لوگوں کا فیصلہ یا ان میں فاصلہ و جدائی ہو جائے گی لہٰذا یَوْمُ الْفَصْل ہے۔ ۱۲۔ ظالم سے مراد کافر ہیں اور جوڑے سے مراد وہ شیطان جس نے انہیں بہکایا۔ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں جائے گا۔ یا ظالم سے مراد کافر اور جوڑے سے مراد اسکی جنس کا دوسرا کافر' مشرک مشرک کے ساتھ' دہریہ دہریہ کے ہمراہ ۱۳۔ اس میں حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام داخل نہیں۔ کیونکہ ما سے مراد غیر عقل والی چیزیں ہوتی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے پوجا کے پتھر' درخت سورج چاند بھی دوزخ میں جائیں گے۔ مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بتوں نے کیا قصور کیا جو وہ دوزخ میں جائیں گے ۱۴۔ دیلمی نے بھی ابو سعید خدری سے روایت کی کہ لوگوں سے حضرت علی اور اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں سوال ہو گا کیونکہ حضور نے فرمایا تھا قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى لہٰذا یہ آیت اہل بیت کی عظمت کے بارے میں ہے (صواعق محرقہ) یا ان مشرکین سے یہ سوال ہو گا ۱۵۔ جیسے دنیا میں بعض کافر بعض کی مدد کرتے تھے یا مدد کا وعدہ کرتے تھے۔ رب ان کفار کا قول نقل فرماتا ہے۔ جو دنیا میں کہتے تھے نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ بہر حال یہ آیت اولیاء اللہ کے لئے نہیں' اولیاء اللہ اور انبیاء کی مدد قیامت میں ضرور ہو گی' مگر مومنوں کی' رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ حضور کی شفاعت برحق ہے۔

ع ٥ الربع

وَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ

اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ۱؎ تم ہمارے

كُنۡتُمۡ تَاۡتُوۡنَنَا عَنِ الۡيَمِيۡنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوۡا بَلۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا

داہنی طرف سے بہکانے آتے تھے ۲؎ جواب دیں گے تم خود ہی ایمان نہ رکھتے

مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَـنَا عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ‌ۚ بَلۡ كُنۡتُمۡ

تھے ۳؎ اور ہمارا تم پر کچھ قابو نہ تھا بلکہ تم سرکش

قَوۡمًا طٰغِيۡنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيۡنَا قَوۡلُ رَبِّنَاۤ‌ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوۡنَ ﴿۳۱﴾

لوگ تھے ۴؎ تو ثابت ہو گئی ہم پر ہمارے رب کی بات ہمیں ضرور چکھنا ہے ۵؎

فَاَغۡوَيۡنٰكُمۡ اِنَّا كُنَّا غٰوِيۡنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمۡ يَوۡمَئِذٍ فِى الۡعَذَابِ

تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کہ ہم خود گمراہ تھے ۶؎ تو اس دن وہ سب کے سب عذاب میں

مُشۡتَرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمۡ كَانُوۡۤا

شریک ہیں ۷؎ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۸؎ بے شک جب

اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ

ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے ۹؎ اور کہتے تھے

اَئِنَّا لَتَارِكُوۡۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ ؕ ﴿۳۶﴾ بَلۡ جَآءَ بِالۡحَـقِّ

کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے ۱۰؎ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں ۱۱؎

وَصَدَّقَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمۡ لَذَآئِقُوا الۡعَذَابِ الۡاَلِيۡمِ‌ ۚ ﴿۳۸﴾

اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی ۱۲؎ بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے

وَمَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا ۱۳؎ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے

الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ رِزۡقٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۙ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ‌ۚ وَهُمۡ

بندے ہیں ۱۴؎ ان کے لئے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے ۱۵؎ میوے ۱۶؎ اور ان کی

۱؎ یہ گفتگو ماتحت کافروں کی اپنے سرداروں سے ہو گی' نہ کہ مسلمانوں کی انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے' حضرات انبیاء و اولیاء کنارہ جہنم پر کھڑے ہی نہ کئے جاویں گے۔ یہ حضرات تو بجلی کی طرح وہاں سے گزریں گے' اپنے غلاموں کو ہمراہ لے کر۔ لہٰذا موجودہ وہابیہ کی تفسیریں غلط ہیں ۲؎۔ یعنی تم لوگ اپنی مالی و جانی قوت سے ہم کو کفر کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ یہاں یمین سے مراد قوت ہے اور قوت میں جانی و مالی ہر طرح کی طاقت داخل ہے (خزائن و روح) اس سے معلوم ہوا کہ مجبوراً" کافر بھی کافر ہے۔ مجبوری کی حالت میں لفظ کفر زبان سے نکالنے کی اجازت ہے نہ کہ دل سے کافر ہو جانے کی۔ ۳؎۔ یعنی دلی کافر تم خود تھے' ہمارا زور تمہارے دلوں پر نہ تھا۔ اس سے جبر کا مسئلہ حل ہو گیا ۴؎۔ ہم تو صرف تمہارے مددگار اور معاون تھے جس سے تم کفر میں خوب پختہ ہو گئے۔ اصل کفر کے تم خود مجرم ہو' لہٰذا تم بھی عذاب کے حقدار ہو۔ ۵؎۔ گمراہوں کو بھی اور گمراہ کرنے والوں کو بھی عذاب چکھنا ہے۔ یہاں چکھنا فرمانا کمی عذاب کے لئے نہیں بلکہ طعن کے لئے جیسے مجرم سے حاکم کہتا ہے' اب اپنے کئے کا مزہ چکھو۔ ۶؎۔ تو ہمارے پاس گمراہی ہی مل سکتی تھی' تم ہمارے پاس آئے ہی کیوں' ببول سے آم نہیں ملتے' ۷؎۔ سردار اور ماتحت، نفس عذاب میں سب شریک ہوں گے۔ اگرچہ عذاب کی کیفیت میں فرق ہو گا کیونکہ یہ لوگ دنیا میں کفر میں شریک تھے ۸؎۔ یعنی ہم کفار کو اور ان کے ساتھیوں کو یوں ہی سزا دیتے ہیں' انہیں معاف نہیں کرتے' معافی و رحم و کرم مومنوں کے لئے ہے۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے۔ ۹؎۔ یعنی توحید و رسالت کو نہ مانتے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا یہ تمام واقعہ کفار کا بیان ہوا کہ نہ کہ مومنین اور بزرگان دین کا۔

وہابیوں کو یہ آیت دیکھ کر تفسیر کرنی چاہیے۔ ۱۰؎۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے کلام میں شعر سے مراد نظم نہ تھی کیونکہ حضور نے کبھی نظم نہ پڑھی بلکہ مراد جھوٹا کلام ہے۔ اہل عرب ہر ناول جیسے دلچسپ کلام کو شعر کہہ دیتے تھے۔ یہ آیت سورہ یٰسین کی اس آیت کی تفسیر ہے وما علمنٰه الشعر وما ینبغی لہٰذا سورہ یٰسین کی اس آیت سے حضور کی لاعلمی ثابت کرنا غلط ہے۔ ۱۱؎۔ یعنی حضور شعر نہیں کہتے' حق فرماتے ہیں' معلوم ہوا کہ شعر سے مراد حق کا مقابل یعنی باطل اور جھوٹ ہے' نہ کہ نظم اور قصیدہ ۱۲؎۔ یعنی حضور نے تمام نبیوں کو سچا کر دیا' کیونکہ ان سب نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی۔ حضور کے تشریف لانے سے سب کی سچائی ظاہر ہو گئی۔ یا آپ نے سب نبیوں کو سچا کہا اور مخلوق سے کہلوایا' دیکھو! انہیں رسولوں کا چرچا ہے جنہیں حضور نے چمکا دیا ۱۳؎۔ یعنی جنت تو رب کے فضل سے ملے گی مگر دوزخ صرف عدل سے۔ لہٰذا مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں جائیں گے' مگر کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ۱۴؎۔ یعنی مومنین و صالحین۔ اس سے صرف انسان مراد ہیں کیونکہ فرشتے اور نیک جن جنتی نہیں ۱۵؎۔ یعنی تم لوگ جنت کے رزق کو کماحقہ نہیں جان سکتے۔ وہ تمہاری سمجھ سے ورا ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے وہ تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دکھا دیں۔ لہٰذا رب کی عطا سے حضور کے علم میں بھی ہیں ۱۶؎۔ معلوم ہوا کہ جنت میں غذا نہ دی جائے گی' میوے عطا ہوں گے۔ کیونکہ غذا بھوک دفع کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے' اور میوے صرف لذت کے لئے' وہاں بھوک نہ ہو گی۔ لہٰذا گندم وغیرہ وہاں نہیں' انگور وغیرہ ہوں گے۔

۱۔ جنت کی نعمتوں میں بڑی نعمت عزت و اکرام ہوگا' کیونکہ بے عزتی کا رزق جانور کا سا رزق ہے۔ کسی جنتی کو یہ محسوس نہ ہوگا کہ میرا درجہ کم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے' دنیا میں ذکر کے حلقے گویا جنتیوں کے حلقے ہیں' مگر نمازیں صفیں بنا کر پڑھو' تاکہ فرشتوں کی صفوں کے مشابہ ہو جاؤ ۳۔ دنیا کی شراب بدبودار بدمزہ ہوتی ہے۔ ۴۔ دنیا کی شراب سے پیٹ میں درد' پیشاب میں جلن' سر میں چکر ہوتے ہیں۔ طبیعت مالش کرتی ہے۔ قے ہوتی ہے۔ عقل جاتی رہتی ہے جس سے شرابی آپس میں لات گھونسے کرتے ہیں مگر جنت کی شراب طہور میں یہ کوئی بات نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ جنت میں پردہ ہوگا۔ کوئی عورت اجنبی مرد کو نہ

مُّكْرَمُونَ ﴿۴۲﴾ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِينَ ﴿۴۴﴾

عزت ہوگی چین کے باغوں میں تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے

يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا سفید رنگ پینے والوں کیلئے

لِّلشّٰرِبِينَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿۴۷﴾

لذت نہ اس میں خمار ہے اور نہ اس سے ان کا سر پھرے

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿۴۸﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۴۹﴾

اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی بڑی آنکھوں

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُونَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ

والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے

مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿۵۲﴾

Page-724.bmp

ہوئے ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے سچ مانتے ہو

ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿۵۳﴾ قَالَ

کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی کہا

هَلْ أَنْتُم مُّطَّلِعُونَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِي سَوَآءِ الْجَحِيمِ ﴿۵۵﴾

کیا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا

قَالَ تَاللّٰهِ إِن كِدْتَّ لَتُرْدِينِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي

کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے اور میرا رب فضل نہ کرے

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿۵۷﴾ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿۵۸﴾ إِلَّا

تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر

مَوْتَتَنَا الْأُولٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۵۹﴾ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ

ہماری پہلی موت اور ہم پر عذاب نہ ہوگا بیشک یہی بڑی

دیکھے۔ متقی پرہیزگار سے بھی پردہ ہے کہ جنت میں سارے متقی ہوں گے' مگر جنتی عورتیں' حوریں ان سے بھی پردہ کریں گی۔ جن گھروں میں آج پردہ ہے وہ جنتی گھر ہیں اور جہاں بے پردگی بے حیائی ہے' وہ دوزخی گھر ۶۔ کہ رنگت صاف' دلکش' دھول سے بالکل پاک (خزائن) ۷۔ یعنی جب جنتی آپس میں پیار و محبت کی باتیں کریں گے تو یکایک انہیں دنیا کے بعض گمراہ ساتھیوں کا خیال آئے گا اور کہیں گے کہ کیا چل کر دوزخ میں جھانک کر انہیں دیکھیں۔ کہیں گے ہاں چلو۔ تب اٹھ کے وہاں پہنچیں گے جہاں سے دوزخ صاف نظر آ رہی ہوگی۔ ۸۔ پڑوسی یا ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا' جو قیامت کا منکر تھا مجھ سے مناظرہ کیا کرتا تھا ۹۔ قیامت اور وہاں کے حساب و کتاب' سزا و جزا کو حق مانتے ہو۔ اس کا یہ سوال زجر و توبیخ کے لئے تھا ۱۰۔ مدین دین سے بنا۔ یعنی بدلہ و جزا یعنی تم عجیب بات کہتے ہو کہ سوکھی ہڈیوں کو سزا جزا ملے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ سزا جزا زندگی میں ملتی ہے نہ کہ مرنے کے بعد۔ بعد موت خدا تعالیٰ ہمیں کیسے سزا جزا دے گا۔ ۱۱۔ دوزخ میں کہ اس میرے ساتھی کا کیا حال ہے' یہ کہہ کر یہ سب لوگ اٹھیں گے اور دوزخ میں جھانکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ بہت نیچی ہوگی اور جنت بہت اونچی۔ کیونکہ اوپر سے نیچے کو جھانکا جاتا ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی نگاہ بہت تیز ہوگی کہ اتنی اونچی جنت سے اتنے نیچے جہنمیوں کو دیکھ لیں گے' اور ان سے کلام بھی کریں گے' نور کے لئے دور و نزدیک سب یکساں ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ دنیا میں مجھے گمراہ کر دے جس سے میں عذاب کا مستحق ہو جاؤ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ ہدایت اپنے کمال یا علم سے نہیں ملتی' محض عطاء رب ہے جو نبی کے ذریعہ سے نصیب ہوتی ہے ۱۵۔ یعنی تیرے ساتھ دوزخ میں میں بھی ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کا سنگ نصیب ہو جانا' اور بروں سے بچ جانا اللہ کا خاص کرم ہے' جسے نصیب ہو ۱۶۔ جنتی لوگ فرشتوں سے یہ سوال اس وقت کریں گے جب موت کو فنا ہوتے بکرے کی شکل میں ذبح ہوتے دیکھ لیں گے۔ جب اعلان ہو جائے گا کہ اب دائمی زندگی ہے' کسی کو موت نہ آوے گی۔ یہ سوال بھی پوچھنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ انتہائی خوشی میں ہوگا' خوشی بڑھانے کے لئے۔

ا۔ یہ کلام بھی ان جنتیوں ہی کا ہے' یعنی دنیاوی مال و اولاد حقیقی کامیابی نہیں۔ حقیقی کامیابی یہ ہے جو ہم کو نصیب ہوئی ۲۔ یہ کلام رب تعالیٰ کا ہے جو آج فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی اے بندو! اس کامیابی کے لئے کوشش کرو جس کا حال تمہیں سنایا گیا ۳۔ خیال رہے کہ جنت میں خاطر تواضع مہمانوں کی سی ہو گی۔ لیکن جنتی لوگ اپنی چیزوں کے مالک ہوں گے۔ انہیں مہمان فرمانا خاطر تواضع کے لحاظ سے ہے' نہ کہ مالک ہونے کے اعتبار سے' آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ جو دوزخیوں کی غذا ہے' بدبودار' بدمزہ' سخت کانٹے دار جو زبان' تالو' پیٹ تک کو زخمی کر دے گا۔ ۵۔ کافر کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ میں سرسبز درخت کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس تمام کا

اَلْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾

کامیابی ہے [۱] ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہیئے [۲]

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

تو یہ مہمانی بھلی [۳] یا تھوہر کا پیڑ [۴] بے شک ہم نے اسے ظالموں کی

لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾

جانچ کیا ہے [۵] بے شک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے [۶]

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا

اس کا شگوفہ جیسے دیووں کے سر [۷] پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے

فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا

پھر اس سے پیٹ بھریں گے [۸] پھر بے شک ان کے لئے اس پر کھولتے پانی کی

مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ

ملونی ہے [۹] پھر ان کی بازگشت ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے [۱۰] بے شک

اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

انہوں نے اپنے باپ دادا گمراہ پائے۔ تو وہ انہیں کے نشان قدم پر دوڑے جاتے ہیں [۱۱]

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ

اور بے شک ان سے پہلے بہت سے اگلے گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے

مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾

والے بھیجے [۱۲] تو دیکھو ڈرائے گیوں کا کیسا انجام ہوا [۱۳]

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور بے شک ہمیں نوح نے پکارا [۱۴] تو ہم کیا ہی

الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾

اچھے قبول فرمانے والے [۱۵] اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو [۱۶] بڑی تکلیف سے نجات دی [۱۷]

انکار کر دیتے ہیں' تو ز قوم کا ذکر بندوں کی جانچ ہے۔ ۶۔ اور اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں پہنچتی ہیں' جو دوزخیوں کو کھلائی جاتی ہیں ۷۔ یعنی سانپوں کے پھن' جیسے آج تھوہر کی شکل ہے۔ چونکہ کفار کا کفر دل میں تھا اور بداعمالیاں ظاہری جسم میں' اور وہ خود انسانی شکل میں شیطان تھے۔ اس لئے انہیں سزا بھی اسی قسم کی دی گئی۔ ۸۔ دوزخیوں کو بھوک بھی اس غضب کی لگے گی کہ خدا کی پناہ وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ کیا کھا رہے ہیں' ایسے کانٹوں والی غذا کھانے پر مجبور ہوں گے' یا ز قوم کے صرف پھل ہی کھائیں گے' یا پھل شاخیں سب ۹۔ چونکہ یہ کانٹوں والا کھانا گلے میں پھنسے گا' نیز اس کے کھانے سے سخت پیاس لگے گی' کھانا اتارنے' پیاس بجھانے کے لئے پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جاوے گا کہ خدا کی پناہ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو تھوہر کھلانے' کھولتا پانی پلانے کے لئے ان کے رہنے کی جگہ سے علیحدہ لے جایا جاویگا' پھر واپس لایا جاوے گا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں کی تقلید ہلاکت کا سبب ہے جیسے نیکوں کی تقلید ہدایت کا ذریعہ' رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۱۲۔ لیکن انہوں نے اپنے جاہل باپ داداؤں کی تقلید نہ چھوڑی اور پیغمبروں کا کہنا نہ مانا۔ یہ ہی موجودہ کافروں کا حال ہے ۱۳۔ کہ انہیں عذاب میں گرفتار کیا گیا۔ یہی حال ان لوگوں کا بھی ہونیوالا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے ۱۴۔ یعنی اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کے لئے نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ کی قوم پر عذاب آیا۔ ۱۵۔ اس طرح کہ ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے تمام کفار کو ڈبو دیا۔ جمع تعظیم کے لئے ہے ۱۶۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ ساڑھے چودہ سو برس کی تبلیغ میں آپ کے بعض گھر والے ایمان لائے جنہیں نجات ملی۔ دوسرے یہ کہ اولاد بھی اہل میں داخل ہے' بلکہ اولاد کی بیویاں بھی اپنے اہل میں ۱۷۔ غرق سے یا قوم کی ایذا سے' معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے رحمت ہے۔

ع ۵۴ / ۶

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾

اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی ۱؎ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ۲؎

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

نوح پر سلام ہو جہان والوں میں ۳؎ بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ۴؎

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ

بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے ۵؎ پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾

ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا ۶؎ اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے ۷؎

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر ۸؎ جب اس نے اپنے باپ ۹؎ اور

مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾

قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو ۱۰؎

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾

تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر ۱۱؎ پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا ۱۲؎

فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى

پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں ۱۳؎ تو وہ اس سے پیٹھ دے کر پھر گئے ۱۴؎ پھر ان کے خداؤں

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ

کی طرف چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے ۱۵؎ تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے ۱۶؎ تو لوگوں کی

عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ

نظر بچا کر انہیں داہنے ہاتھ سے مارنے لگا ۱۷؎ تو کافر اس کی طرف جلدی کرتے آئے ۱۸؎ فرمایا

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو ۱۹؎ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو ۲۰؎

وقف لازم

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کشتی میں جو اور مسلمان تھے ان کی نسل نہیں چلی' صرف آپ کی نسل چلی۔ اسی لئے نوح علیہ السلام کا لقب آدم ثانی ہے۔ ساری دنیا میں آپ کے تین لڑکوں کی اولاد ہے' چنانچہ عرب' فارس' روم سام کی اولاد' اور سوڈان' سندھ' ہند' نوبہ' جبشہ حام کی اولاد' اور ترک' یاجوج ماجوج یافث کی اولاد (روح) یافث کے سات بیٹے تھے' ترک' خرز' مقلاب' تاریس' منسک' کماری' صین۔ حام کے بھی سات فرزند تھے۔ سندھ' ہند' زنج' قبط' حبش' نوب' کنعان' سام کے پانچ فرزند تھے' ارم' ارفخشد' عالم' یفر' قارخ (روح البیان) ۲۔ چنانچہ آپ کے بعد انبیاء کرام آپ کی حمد و ثنا کرتے رہے۔ اب بھی ان کا ذکر خیر جاری ہے۔ معلوم ہوا کہ بعد وفات ذکر خیر دنیا میں رہنا اللہ کی رحمت ہے۔ لوگ اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کے لئے بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ مساجد' کنوئیں' پل' مسافر خانہ وغیرہ اسی لئے لوگ بناتے ہیں۔ کتابیں لکھی جاتی ہیں اسی لئے رب تعالیٰ فقیر کی یہ دینی تصنیفات قبول کرے اور اس کو توشہ آخرت بنائے۔ ۳۔ فرشتے جنات' جانور' انسان تا قیامت انہیں سلام عرض کرتے رہیں گے۔ جو شخص یہ آیت سلام الخ صبح و شام پڑھ لیا کرے' زہریلے جانوروں سے امن میں رہے' اور اگر کشتی میں سوار ہوتے وقت پڑھ لے تو ڈوبنے سے محفوظ رہے ۴۔ لہذا نیک کاروں کا ذکر خیر بھی باقی رہتا ہے' فرشتے انہیں سلام بھی کرتے رہتے ہیں ۵۔ یا تو مومن لغوی معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو امن دینے والے یا اصطلاحی معنوں میں تو یہ کلی مشکک ہے۔ انبیاء اعلیٰ درجہ کے مومن' عوام ان سے ادنیٰ ۶۔ یعنی مومنوں کے سوا دوسرے لوگوں کفار کو ڈبو دیا' یہ ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے ۷۔ قرآن مجید میں لفظ شیعۃ گیارہ جگہ آیا ہے' ہر جگہ معنی کافر قوم ہے۔ یہاں بھی اسی معنی میں کیونکہ حضرت ابراہیم کافر قوم میں ہی پیدا ہوئے۔ خود فرماتے ہیں اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ الخ ۸۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد میں' انہیں کے دین و ملت انہیں کے طریقہ عبادت پر ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو چالیس برس بعد ہوئے اور اتنے دراز زمانے میں صرف دو رسول تشریف لائے حضرت ہود و صالح علیہم السلام ۹۔ باپ سے مراد چچا آزر ہے' آپ کے والد تارخ موحد تھے۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو اور آپ کا یہ فرمان عتاب کے طور پر ہے۔ معلوم ہوا کہ دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن و کافر وطن' نسب' پیشے کے لحاظ سے ایک قوم کہے جاسکتے ہیں نہ کہ ملت کے لحاظ سے۔ ہماری دینی قوم صرف مسلمان ہیں' خواہ کسی ملک و شہر کے ہوں ۱۰۔ چاند' تارے اور نمرود کے مجسمے جنہیں تم پوجتے ہو۔ ۱۱۔ کیا تمہیں وہ چھوڑ دے گا اور کفر و شرک پر عذاب نہ دیگا۔ یہ خیال غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ کافر کو نبی سے قرابتداری عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ ۱۲۔ قوم نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ کل شہر بابل سے باہر ہمارا میلہ ہے۔ وہاں ہمارے ساتھ چلئے اور رونق تماشہ ملاحظہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ آپ یہ سیر کرنے کے بعد ہم کو بت پرستی پر ملامت نہ کیا کریں۔ تب آپ نے آسمان کیطرف دیکھا' جس سے قوم سمجھی کہ آپ ستاروں سے آئندہ کی خبر معلوم کر رہے ہیں۔ وہ لوگ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے' ان میں سے اکثر لوگ نجومی تھے۔ آپ کا یہ عمل شریف گویا توریہ ہے ۱۳۔ انی سقیم میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ میں بیمار ہوں' میرا دل تم سے رنجیدہ ہے اور بیماری غم میں مبتلا ہے یا آئندہ مجھے متعدی بیماری لگنے والی ہے۔ وہ لوگ متعدی بیماری سے بہت گھبراتے تھے جیسے آجکل بعض جہلاء چیچک ہیضہ کو اڑ کر لگنے والی بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے

قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ

بولے اس کیلئے ایک عمارت چنو پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔ تو انہوں نے اس پر داؤں چلنا چاہا ہم نے انہیں نیچا دکھایا اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا الٰہی مجھے لائق اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے

(بقیہ صفحہ ۷۱۶) ہیں۔ کلام شریف میں توریہ ہے جھوٹ نہیں۔ بوقت ضرورت توریہ جائز ہے۔ یعنی دو معنی والا کلام بول کر بعید معنی مراد لینا ۱۴۔ اور آپ کو ساتھ نہ لے گئے تاکہ آپکی بیماری اڑ کر انہیں نہ لگ جائے۔ مسئلہ علم نجوم برحق ہے' اس سے نماز روزے کے اوقات کی جنتریاں بنانا حق ہے مگر غیبی خبریں لینا حرام ہے ۱۵۔ ان کے میلے میں چلے جانے کے بعد آپ بتخانہ پہنچے' دیکھا کہ بتوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے رکھے ہوئے ہیں جو چڑھاوے کے طور پر مشرکین رکھ کر میلے گئے تھے۔ واپس ہو کر متبرک سمجھ کر کھاتے' تو آپ نے بتوں سے یہ فرمایا ۱۶۔ انتہائی غیظ و غضب میں آپ نے یہ کلام فرمایا' ورنہ آپ تو یہ جانتے تھے کہ یہ پتھر کیا بولیں گے ۱۷۔ اور مار مار کر سارے بت توڑ دیئے' تیشہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا' یہ خبر کفار کو پہنچی تو ۱۸۔ اور بولے کہ جنہیں ہم پوجتے ہیں انہیں تم نے کیوں توڑا ۱۹۔ جو میری مار سے نہیں بچ سکتے وہ خدا کی مار سے تمہیں کیا بچا سکیں گے ۲۰۔ لہٰذا عبادت کا مستحق وہ ہے یا یہ مجبور بت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے اعمال کے کاسب ہم ہیں' خالق رب تعالیٰ ہے۔

ا۔ چنانچہ تیس گز لمبی بیس گز چوڑی تیس گز اونچی پتھر کی عمارت بناؤ۔ جس میں بے شمار لکڑی جلا کر' دوزخ بنا کر' ابراہیم علیہ السلام کو اس میں زندہ ڈالدو۔ معلوم ہوا کہ زندہ کو جلانا کفار کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں اس سے سخت منع فرمایا گیا۔ ۲۔ کہ آگ کو ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بنادیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ چاہے تو نار ابراہیم کو نور بنادے اور چاہے تو فرعون کے لئے بحر قلزم کو آگ لگادے ۳۔ یعنی آگ سے نجات پا کر فرمایا کہ اب مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ایسی جگہ جاؤں گا جہاں عبادت کی آزادی ہو ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کہیں جانا رب کیطرف جانا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کیطرف تشریف لے گئے تھے مہاجر ہو کر اور فرمایا کہ میں رب کیطرف جارہا ہوں۔ یہاں ہدایت سے مراد ہجرت گاہ کیطرف رہبری ہے ۵۔ آپ نے یہ دعا شام پہنچ کر بہت مال و زر ملنے کے بعد مانگی۔ جب آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی۔ معلوم ہوا کہ نیک بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے ۶۔ حضرت اسمٰعیل کی جو حضرت ہاجرہ کے شکم سے پیدا ہونگے' ولادت فرزند سے پہلے اس کی خبر دے دینا علم غیب بلکہ علوم خمسہ میں سے ہے' معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے علوم خمسہ کی خبر دیئے جاتے ہیں ۷۔ اور حضرت اسمٰعیل کی عمر شریف تیرہ برس ہو گئی (روح) ۸۔ اس طرح کہ تمہارے ذبح کا انتظام کر رہا ہوں' یا رب نے مجھے تمہارے ذبح کا حکم دیا۔ آپ نے یہ خواب مکہ معظمہ میں بقرعید کی آٹھویں شب دیکھی' پھر نویں شب' پھر دسویں شب' تب خاص بقرعید کے دن بوقت صبح فرزند سے یہ فرمایا ۹۔ خیال رہے کہ ادائے فرض رائے پر موقوف نہیں ہوتی۔ اسمٰعیل علیہ السلام اگر معاذ اللہ اس وقت انکار بھی کرتے تب بھی حضرت ابراہیم انکے ذبح میں تامل نہ فرماتے' آپ کا یہ رائے لینا اس لئے تھا کہ حضرت ابراہیم کا ذبح کرنا بھی عبادت ہو اور حضرت اسمٰعیل کا ذبح ہونا بھی ان کی عبادت ہو۔ کیونکہ بغیر نیت عبادت نہیں ہوتی۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا خواب بھی حکم شرعی ہے بلکہ امت کے بعض صالحین کے خواب پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔ دیکھو اذان صحابہ کرام نے خواب میں دیکھی تھی۔ ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا کہ مومنوں کی خوابوں کا اجماع مثل اجماع امت کے ہے' کبھی مثل حدیث مشہور کے ۱۱۔ کہ بوقت ذبح تڑپوں گا بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ انشاء اللہ کہہ لینا سنت انبیاء ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بوقت ذبح بالکل نہ

عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرۡنٰهُ بِاِسۡحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی کہ غیب کی خبریں

الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكۡنَا عَلَيۡهِ وَعَلٰٓى اِسۡحٰقَ ؕ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهِمَا

بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحاق

مُحۡسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ مُبِيۡنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى

پر اور انکی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا اور

وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيۡنٰهُمَا وَقَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۱۵﴾

بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا اور انہیں اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے نجات

وَنَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ

بخشی اور انکی ہم نے مدد فرمائی تو وہی غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب

الۡمُسۡتَبِيۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴿۱۱۸﴾

عطا فرمائی اور ان کو سیدھی راہ دکھائی

Page-718.bmp

وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِمَا فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى

اور پچھلوں میں ان کی تعریف باقی رکھی سلام ہو موسیٰ

وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنۡ

اور ہارون پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں

عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلۡيَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾

ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے

اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّ

جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا بعل کو پوجتے ہو اور

تَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخٰلِقِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمۡ وَرَبَّ

چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے

(بقیہ صفحہ ۷۱۷) تڑپے۔ اپنے جد امجد کے قول کو پورا کردیا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی خواب وحی ہے' اور ان کے خواب سے حکم شریعت منسوخ ہو سکتا ہے کیونکہ بلا جرم بچے کو قتل کرنا شرعاً حرام تھا مگر اس خواب سے ذبح اسمٰعیل آپ پر فرض ہوگیا۔ خیال رہے کہ یہ ذبح فرزند ان کی شریعت کا حکم نہ تھا بلکہ خواب کو پورا کرنا تھا' جیسے حضرت یوسف کو سجدہ خواب پورا کرنے کو تھا۔ ۱۳۔ یہ واقعہ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ شریف میں ہوا۔ آپ نے اسمٰعیل کے گلے پر چھری پھیر دی مگر چھری نے کام نہ کیا۔ حضرت اسمٰعیل کا بال بھی نہ کٹا ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کا عزم بالجزم نیکی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کی اس آمادگی ذبح کو ذبح قرار دیا گیا اور فرمایا گیا قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم' ارادہ' رضا علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں' ایک دوسرے کو لازم نہیں' یہاں ذبح کا حکم تھا مگر نہ اس کا ارادہ تھا نہ رب کی رضا' حضرت آدم کو درخت سے روکا گیا مگر انکے کھانے کا رب نے ارادہ ضرور فرمایا' اور آدم علیہ السلام سے خطا رب کے ارادہ سے ہوئی۔ اس نسیان میں ہزار ہا حکمتیں تھیں۔ ۱۶۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جانی' مالی' وطنی قربانیاں پہلے پیش فرمادی تھیں۔ یہ اولاد کی قربانی پیش کی کہ جس فرزند کو اپنی آخری عمر میں بہت دعاؤں کے بعد پایا' جو گھر کا اجالا' گود کا پالا' آنکھوں کا نور تھا' اسے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ لہٰذا سب سے سخت امتحان یہی ہوا ۱۷۔ یعنی جنتی دنبہ' اسے بڑا اسلئے فرمایا گیا کہ یہ بڑے مقبول کا فدیہ بنا۔ جو بڑوں سے تعلق رکھے وہ بھی بڑا ہوتا ہے ۱۸۔ معلوم ہوا کہ بڑے اہم واقعات کی یادگاریں قائم کرنا حکم شرعی ہے۔ بقر عید کی نماز' قربانی' تکبیر سب حضرت ابراہیم کی یادگاریں ہیں ۱۹۔ خیال رہے حج میں صفا مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے' قربانی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی یاد' تکبیر تشریق بھی انہی دونوں بزرگوں کی یادگار ہیں کہ حضرت جبریل نے دنبہ لاتے وقت پکارا اللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم نے دنبہ دیکھ کر فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ۔ حضرت اسمٰعیل نے ہاتھ کھلنے اور امتحان کی کامیابی پر فرمایا وللہ الحمد۔ ان کا مجموعہ آج تکبیر تشریق ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق کیونکہ ان کی بشارت ذبح کے بعد ہے۔ ۲۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو دینی و دنیاوی برکتیں نصیب کیں' ہمارے حضور کا جد امجد بنایا' اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل شریف سے بہت نبی بنائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں ہوئے۔ اور صرف ہمارے حضور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اس پورے واقعہ سے پتہ لگا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو قانون کے وراء حکم دیتا ہے وہ فوراً اس پر عمل کرلیتے ہیں۔ پھر وہ کبھی قانون سے وراء دعائیں مانگ لیتے ہیں' رب ان کی مان لیتا ہے۔ بچے کے ذبح کا حکم قانون سے وراء تھا خلیل نے مان لیا پھر خلیل کی یہ دعا کہ مولا مجھ کو مردے زندہ کرکے دکھادے یا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کہ مجھ کو اپنا دیدار دکھادے۔ یہ سب قانون سے وراء دعائیں جو رب نے مان لیں ۳۔ خیال رہے کہ عید الفطر میں اس کی خوشی ہے کہ ہمکو رمضان کی عبادات کی توفیق ملی۔ اسی لئے وہ چھوٹی عید کہلاتی ہے کہ ہم چھوٹے ہماری عبادت چھوٹی۔ مگر بقر عید میں اس کی خوشی ہے کہ جناب خلیل و ذبیح امتحان میں کامیاب ہوئے۔ وہ بڑے ان کی یادگار بڑی۔ ۴۔ اس طرح کہ حضرت اسحٰق کی اولاد میں بعض مومن ہوئے بعض کافر۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ زندہ سے مردہ پیدا فرماتا ہے ۵۔ اس طرح کہ تمام بنی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم سے نجات دی ۶۔ فرعون اور تمام قبطیوں پر ۷۔ یعنی

أٰبَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٢٧﴾

اگلے باپ دادا کا پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے آئیں گے

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا باقی

الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ

رکھی سلام ہو الیاس پر بے شک ہم ایسا ہی

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے

وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

اور بے شک لوط پیغمبروں میں ہے۔ جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو

أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں ہوئی پھر دوسروں کو

الْآخَرِينَ ﴿١٣٦﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَ

ہلاک فرما دیا اور بے شک تم ان پر گزرتے ہو صبح کو اور

بِاللَّيْلِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾

رات میں تو کیا تمہیں عقل نہیں اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے

إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

جب کہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا تو قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں

الْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾

میں ہوا پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ

تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ضرور اس کے پیٹ میں رہتا

(بقیہ صفحہ ۷۱۸) تورات شریف جو موسیٰ علیہ السلام کو بلاواسطہ عطا ہوئی' ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ۸۔ کہ اول ہی سے انہیں شرک و کفر گناہ سے محفوظ رکھا' باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش بڑے فاسق و کافر کے گھر میں ہوئی ۹۔ یہ جملہ انشاء ۔ معنی خبر ہے' یعنی مخلوق ان دونوں بزرگوں کو سلام بھیجتی رہے گی اور ان کا ذکر خیر کرتی رہے گی' یا خالق کی طرف سے وہ دونوں ہمیشہ امن و سلامتی میں رہیں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دیگر ثوابوں کے علاوہ دنیا میں ذکر خیر اور امن و سلامتی بھی عطا ہوتی ہے ۱۱۔ خیال رہے کہ ایمان کی کشتی میں امتی اور نبی دونوں ہی سوار ہوتے ہیں۔ مگر امتی تو پار لگنے کے لئے اور نبی پار لگانے کے لئے سوار ہونے کی نوعیت میں فرق ہے ہم مومن ہیں انبیاء کرام ایمان والے ۱۲۔ آپ کا نام حضرت الیاس بن یٰسین بن شیر بن فخاص بن عیزار بن ہارون علیہ السلام ہے۔ آپ بعلبک اور اس کے اطراف کے نبی تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں' آپ موسیٰ علیہ السلام کے بہت عرصہ کے بعد ہوئے ہیں۔ یہی صحیح تر ہے۔ خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو آسمان میں حضرت ادریس و عیسیٰ علیہما السلام اور دو زمین پر حضرت خضر و الیاس علیہما السلام (روح البیان) ۱۳۔ بعل اس شہر کے مشہور بت کا نام ہے۔ اس بت کی وجہ سے اس شہر کو بعلبک کہتے ہیں جو شام کے علاقہ میں ہے۔ یہ بت سونے کا تھا۔ بیس گز لمبا۔ اس کی آنکھوں میں یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اس مندر میں سو پجاری رہتے تھے اس بت کے پیٹ میں سے شیطان بولتا تھا جسے یہ پجاری یاد کر کے لوگوں کو سناتے اور سمجھاتے تھے (روح) ۱۴۔ یا تو خالقین سے مراد صورت اور نقشہ بنانے والے ہیں' یا ان کے عقائد کے لحاظ سے خالق' کیونکہ ان کے عقیدہ میں بعض چھوٹے رب تھے اور اللہ تعالیٰ بڑا اور ان سب کا حاکم۔

۱۔ معلوم ہوا کہ مومن باپ داداؤں کے رب کی عبادت کرو۔ وہ لوگ رب کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا۔ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے باپ دادے مومن اور رب کے عابد تھے۔ تو فرمایا کہ جس رب کو وہ پوجتے تھے تم بھی اس کو پوجو ۲۔ قیامت کے دن اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن عزت سے حاضر ہوگا ۳۔ چنانچہ آج تک الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر دنیا میں باقی ہے ۴۔ الیاسین بھی الیاس کی ایک لغت ہے۔ جیسے سینا اور سینین طور سینا ہی کے نام ہیں' غرضیکہ الیاسین الیاس کی جمع نہیں۔ اسی لئے آگے آ رہا ہے۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا ا لخ ضمیر واحد۔ ۵۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت خضر سمندر پر اور حضرت الیاس خشکی پر منتظم ہیں۔ قریب قیامت وفات پائیں گے بعض بزرگوں سے انکی ملاقات بھی ہوئی ۶۔ آپ کا نام لوط ابن ہاران ہے' ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ ملک شام میں سدوم اور آس پاس کی بستیوں کے نبی تھے ۷۔ ان کی صاحبزادیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو ۸۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام والیہ تھا۔ یہ کافرہ تھی اور خائنہ بھی ۹۔ ان پر غیبی پتھر برسا کر اور ان کی بستیوں کا تختہ الٹ کر ۱۰۔ اے مکہ والو! تم اپنے کاروباری سفروں میں دن رات ان بستیوں سے گزرتے ہو' ان کو اجڑا ہوا' اور الٹا ہوا دیکھتے ہو عبرت پکڑو۔ ۱۱۔ آپ کا نام یونس بن متی ہے۔ آپ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' آپ کا لقب ذوالنون اور صاحب الحوت ہے' آپ بستی نینوا کے نبی تھے جو موصل کے علاقہ میں دجلہ کے کنارے پر واقع تھی۔ آپ نے چالیس سال قوم کو تبلیغ کی مگر وہ شرک سے باز نہ آئے۔ تب آپ نے انہیں بحکم پروردگار تین دن کے

(بقیہ صفحہ ۷۱۹) بعد عذاب آجانے کی خبردی اور خود اس بستی سے دور تشریف لے گئے ۱۲۔ راستہ میں دریا سامنے آیا۔ آپ اسے طے کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوگئے۔ بیچ دریا میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاح بولے کہ اس کشتی میں کوئی غلام اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہے' جس سے کشتی ٹھہر گئی۔ قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام شریف نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہی اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہوں کہ بغیر انتظار وحی آیا ہوں۔ یہ کہہ کر خود دریا میں چھلانگ لگا دی (روح) ۱۳۔ آپ کو قرعہ نے دھکیلا نہ کہ کسی آدمی نے' ہماری شریعت میں قرعہ سے ایسے احکام جاری نہیں کرسکتے۔ یہ ان کی شریعت تھی یا حکم خاص تھا ۱۴۔ امانت کے طور پر نہ کہ غذا کے طریقہ پر نبی کا جسم کیڑے قبر کی مٹی نہیں کھا سکتی تو مچھلی کیسے کھاتی۔ دیکھو دیمک نے حضرت سلیمان کی لاٹھی کھائی پاؤں نہ کھایا۔ اس لئے یہاں التقمہ فرمایا' اکلہ' نہ فرمایا ۱۵۔ کہ میں کیوں بغیر وحی چلا آیا' یہ علامت قبول توبہ ہے ۱۶۔ آپ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے ذکر کی برکت سے آفتیں ٹلتی ہیں' مشکلیں آسان ہوتی ہیں' دوسرے یہ کہ جو دعائیں بزرگوں سے منقول ہوں ان میں تاقیامت تاثیر ہوتی ہے' چنانچہ یہ آیت آج تک حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے ۱ پھر ہم نے اسے ۲ میدان پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھا ۳

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

اور ہم نے اس پر کدو کا پیڑ اگایا ۴ اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں

مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى

کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ ۵ تو وہ ایمان لے آئے ۶ تو ہم نے انہیں ایک وقت تک برتنے

حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

دیا ۷ تو ان سے پوچھو کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ۸

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ

یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے ۹ سنتے ہو بے شک

مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں ۱۰ کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک ضرور وہ جھوٹے

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہے کیسا حکم

تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾

لگاتے ہو ۱۱ تو کیا دھیان نہیں کرتے ۱۲ یا تمہارے لئے کوئی کھلی سند ہے

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ

تو اپنی کتاب لاؤ ۱۳ اگر تم سچے ہو اور اس میں اور

وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ

جنوں میں رشتہ ٹھہرایا ۱۴ اور بے شک جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا

حاضر لائے جائیں گے ۱۵ پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے کہ یہ بتاتے ہیں مگر

۱۔ اس طرح کہ نہ آپ کو موت آئی نہ مچھلی کو۔ کیونکہ قیامت میں اٹھنے کے بعد موت کسی کو نہ آسکے گی۔ معلوم ہوا کہ کسی کو بالکل موت نہ آنا ممکن ہے اس لئے یہاں اس موت نہ آنے کو ایک ممکن چیز پر موقوف فرمایا گیا ۲۔ چالیس دن کے بعد مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اس طرح کہ مچھلی دریا کے کنارے پر آئی اور اپنے منہ سے آپ کو اگل گئی۔ آپ دسویں محرم جمعہ کے دن مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لائے۔ ۳۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ بہت ضعیف ہوگئے تھے۔ جہاں آپ کو مچھلی نے اگلا وہاں کوئی سایہ نہ تھا ۴۔ کدو کی بیل کا سایہ گھنا ہوتا ہے اور اس پر گندگی و بال کبھی بھی کم بیٹھتی ہے۔ نرم بھی ہوتی ہے۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ کدو بڑی مبارک ترکاری ہوتی ہے۔ حضرت یونس نے اس کے نیچے آرام فرمایا۔ ہمارے حضور کو کدو بہت مرغوب تھا۔ صحابہ کرام بھی اسے پسند فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ جو کدو آپ پر اگایا گیا' اس کی بیل زمین پر نہ پھیلی تھی بلکہ یہ درخت دیگر پودوں کی طرح اونچا تھا جس کی سایہ میں آپ آرام فرماتے تھے اور بحکم خدا روزانہ ایک بکری آتی اور آپ کو دودھ پلا جاتی۔ یہاں تک کہ جسم شریف پر بال جم گئے اور طاقت آگئی پھر آپ اپنی قوم کی طرف تشریف لے گئے ۵۔ پہلے کی طرح پھر اس قوم کیطرف نینویٰ میں نہایت عزت و احترام سے بھیجا ۶۔ اس طرح کہ آثار عذاب دیکھ کر توبہ کرلی۔ پھر آپ کے تشریف لانے پر باقاعدہ آپ کی بیعت کی ۷۔ اس طرح کہ وہ لوگ اپنی عمریں پوری کرکے فوت ہوئے ۸۔ یہ بنی جہینہ اور بنی سلمہ سے خطاب ہے جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے تھے۔ خیال رہے کہ اہل عرب لڑکوں سے محبت کرتے اور لڑکیوں سے بہت گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ انہیں زندہ گاڑ دیتے تھے۔ ۹۔ یعنی نہ تو تم نے فرشتوں کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھا' تاکہ تم کو ان کا لڑکیاں ہونا معلوم ہوتا۔ اور نہ کسی نبی نے فرمایا کہ وہ لڑکیاں ہیں پھر تم کیسے کہتے ہو۔ ۱۰۔ اور خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا سخت جرم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا اولاد و شریک سے پاک ہونا عقل سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جسے نبی کی تعلیم نہ پہنچے وہ بھی اس پر ایمان لائے ۱۱۔ یعنی اے بیوقوفو! تم کیسے احمق ہو۔ دنیا میں ہر شخص اپنی نسل چلنے بڑھاپے میں کام آنے کے لئے لڑکے چاہتا ہے نہ کہ لڑکیاں۔ اگر

عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٠﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿١٦١﴾ مَاۤ

اللہ کے چنے ہوئے بندے ۱؎ تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تم

اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿١٦٢﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا

اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ۲؎ مگر اسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے ۳؎ اور

مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿١٦٤﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّاۤفُّوْنَ ﴿١٦٥﴾

فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ۴؎ اور بے شک ہم پر پھیلائے حکم

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿١٦٦﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ

کے منتظر ہیں ۵؎ اور بے شک ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں۔ اور بے شک وہ کہتے تھے ۶؎ اگر

اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ

ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ

بندے ہوتے ۷؎ تو اس کے منکر ہوئے تو عنقریب جان لیں گے اور بے شک

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ

ہمارا کلام گزر چکا ہے ۸؎ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے کہ بے شک انہیں

الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ

کی مدد ہوگی ۹؎ اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا ۱۰؎ تو ایک وقت

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾

تم ان سے منہ پھیر لو ۱۱؎ اور انہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے ۱۲؎

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاۤءَ

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ۱۳؎ پھر جب اترے گا ان کے آنگن میں

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبْصِرْ

تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بری صبح ہوگی۔ اور ایک وقت تک ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو

(بقیہ صفحہ ۷۲۰) نعوذ باللہ خدا کو اولاد کی حاجت ہوتی تو وہ لڑکے چھوڑ کر لڑکیاں کیوں اختیار کرتا جن سے نہ نسل چلے اور نہ آفت میں کام آویں۔ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکے اچھے ہوتے ہیں اور لڑکیاں بری جیسا کہ مشرکین عرب کہتے تھے ۱۲۔ کہ اولاد نسل چلنے کے لئے ہوتی ہے اور نسل کی ضرورت اسے ہے جسے موت آئے دیکھو چاند' سورج' تاروں کی اولاد نہیں' تو رب تعالیٰ کو اولاد کی کیا ضرورت ہے ۱۳۔ یہاں کتاب سے مراد آسمانی کتاب نہیں کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب سے نہ تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر کوئی سند و دلیل لاؤ ۱۴۔ بعض مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں شادی کی جس سے فرشتے پیدا ہوئے (خزائن) اس آیت میں اس کی تردید ہے۔ اور نسب سے مراد نسبی یا سسرالی رشتہ ہے' حالانکہ یہ دونوں رشتے ہم جنس سے ہو سکتے ہیں غیر جنس سے نہیں' اور عبدیت' ملکیت محبوبیت کے رشتے جو جنسیت نہیں چاہتے' وہ رب کے بندوں سے ہیں۔ کہ ہم سب اس کے مملوک اور نبی اس کے محبوب ہیں' سب خلق اس کی عابد ۱۵۔ دوزخ میں دائمی عذاب کے لئے۔ اگر یہ رب کے رشتہ دار ہوتے تو عذاب کیوں پاتے۔

۱۔ یعنی مومن متقی بندے دوزخ سے محفوظ رہیں گے۔ ۲۔ یعنی تمہاری اور بتوں کی کوششوں سے وہ ہی بہکتے ہیں جن میں کفر کا مادہ ہوتا ہے جن میں یہ مادہ موجود نہ ہو وہ نہیں بہک سکتے۔ صحبت ایک قسم کا آگ کا لقہ ہے۔ تقے سے وہی چراغ جلتا ہے جس میں تیل بتی پہلے سے موجود ہو۔ صحبت نیک کا بھی یہی حال ہے۔ ابوجہل میں ہدایت کی تیل و بتی موجود نہ تھی' حضور سے ایمان نہ لے سکا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر رب تعالیٰ کا کرم ہو' وہ گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اسی لئے انبیاء کرام کو معصوم اور بعض اولیاء کو محفوظ کہا جاتا ہے ۴۔ یعنی جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو' ان کا اقرار یہ ہے کہ ہم رب کی عبادت کرتے ہیں اور ہم سب کے مقامات علیحدہ ہیں جہاں رہ کر اس کی بتائی ہوئی عبادت کرتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ ہر فرشتہ کا مقام و عبادت جدا ہے۔ کوئی ہمیشہ رکوع میں ہے' کوئی ہمیشہ سجدہ میں۔ کوئی قعدہ میں' یا یہ کہ ہر فرشتہ کا درجہ علیحدہ ہے' ملائکہ مقربین کا مقام اور ہے' مدبرات امر کا مقام اور ۵۔ یا صفیں باندھ کر اس کی عبادت میں مشغول ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز و جہاد میں صفیں بنانا چاہیئے کہ اس میں فرشتوں کی مشابہت ہے ۶۔ کفار مکہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے ۷۔ یعنی اگر ہمارے پاس آسمانی کتاب آتی تو ہم یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہ اور سرکش نہ ہوتے بلکہ رب تعالیٰ کے عابد اور فرمانبردار ہوتے مگر جب ان کے پاس یہ رسول اور قرآن مجید تشریف لائے ۸۔ اس طرح کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ۹۔ یعنی جہاد میں آخر فتح انبیاء اور ان کے غلاموں کی ہوگی۔ اسی لئے کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے۔ یا دلیل و حجت میں فتح صالحین کی ہوتی ہے ۱۰۔ حزب اللہ اور جند اللہ وہ جماعت ہے جو اللہ کے کام کا ارادہ و تہیہ کرے۔ علماء ہوں یا غازی یا عام مومنین جو خدمت دین اپنے ذمہ لیں' انجام کار غلبہ انہیں کا ہے۔ میدان کربلا میں بظاہر فتح یزید کی ہوئی۔ حضرت حسین شہید ہوئے مگر درحقیقت غلبہ و فتح حسین کی ہوئی یزید شکست کھا گیا۔ کیونکہ اس کی امارت خلافت کے ٹکڑے اڑ گئے۔ امام حسین کا منشا پورا ہو گیا یعنی اسلام کی حفاظت ۱۱۔ یعنی جہاد کا حکم آنے تک کفار سے بے توجہی کرو۔ ان سے جہاد نہ کرو۔ لہٰذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے ۱۲۔ عذاب الٰہی دنیا میں اور مرتے وقت پھر آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ سے عذاب قبر و عذاب دوزخ چھپا ہوا نہیں۔ حضور کے خچر نے عذاب قبر

(بقیہ صفحہ ۷۲۱) دیکھا' جس سے وہ بد کا۔ جیساکہ بخاری شریف میں ہے ۱۳۔ یہ آیت ان کفار کے جواب میں ہے جو بطور مذاق کہتے تھے کہ عذاب الٰہی کہاں ہے' ہم پر آتا کیوں نہیں ۱۴۔ چنانچہ کفار مکہ پر قحط اور جنگوں میں شکست کے عذاب آئے جن سے وہ بھاگ نہ سکے۔

۱۔ یعنی کفار کے مذاق و طعن کا ابھی جواب نہ دو۔ آئندہ عملی جواب دینا جبکہ تمہارے ہاتھوں سے یا غیب سے ان پر عذاب آوے۔ یہ آیت گزشتہ آیت سے مکرر نہیں کہ وہاں فرمایا گیا کہ کفار پر ابھی جہاد نہ کرو۔ یہاں فرمایا گیا کہ ان کے مذاق کی پرواہ نہ کرو۔ مگر یہ آیت بھی جہاد کی آیت سے منسوخ ہے ۲۔ جو سبحان یا تسبیح کا ورد کرے' انشاء اللہ اس کے عیوب فنا ہو جائیں گے اور نیک اخلاق نصیب ہونگے کیونکہ رب کے نام کا اثر ورد کرنے والے پر ہوتا ہے جیسے شافی کے ورد سے شفا اور غفور کے ورد سے مغفرت نصیب ہوتی ہے۔ سبحان کے معنی ہیں عیوب سے پاک ہونا ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام کو علیہ السلام کہنا چاہیے جیسے موسیٰ علیہ السلام کسی اور بزرگ کے نام پر علیہ السلام نہ کہا جاوے جیسے امام حسین علیہ السلام۔ کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور پر سلام بھیجنا یا نبی سلام علیک یا السلام علیک ایہا النبی، جائز ہے' اس کا ماخذ یہ آیت ہے ۴۔ ہر بندے کو ہر حال میں' ہر طرح خدا کی حمد کرنی چاہیئے۔ اور اپنا وعظ و کلام خدا کی حمد پر ختم کرنا چاہیئے ۵۔ یہاں ذکر بمعنی چرچا و شہرت و ناموری ہے۔ قرآن کریم کی جتنی شہرت ہوئی اتنی کسی کی نہ ہوئی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عزت اللہ رسول کے مقابلہ میں استعمال کی جاوے وہ عذاب ہے اور جو عزت ان کی غلامی و اطاعت سے ملے وہ دائمی ہے اور رحمت ہے۔ رب فرماتا ہے اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ۷۔ اس لئے آپ کی فرمانبرداری نہیں کرتے اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے ۸۔ یعنی بہت سی کافر قومیں نبی کے مقابل تکبر کی وجہ سے ہلاک ہوئیں ۹۔ کیونکہ عذاب دیکھ کر توبہ کرنا کام نہیں آتا۔ جیسے بے وقت بیج بونا پھل نہیں پیدا کرتا ۱۰۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ انسان نبی نہیں ہوسکتا۔ نبوت فرشتے کو ملنی چاہیئے۔ اگرچہ پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ۱۱۔ شان نزول۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو کفار مکہ بہت گھبرائے۔ ولید بن مغیرہ پچیس سرداروں کو لیکر ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ ہماری اور اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح کرادیں۔ ابو طالب نے حضور کو بلا کر فرمایا کہ آپ انکے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں' یہ لوگ آپ کی مخالفت سے باز آجاویں گے۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ کلمہ پڑھ لیں تو عرب و عجم کے مالک ہو جائیں گے۔ یہ سنکر سب کفار یہ کہتے ہوئے چلدیئے کہ حضور نے بہت خداؤں کو ایک کردیا۔ اتنی مخلوق کے لئے ایک خدا کافی نہیں۔ اس موقعہ پر یہ آیت اتری (خزائن و روح) ۱۲۔ ابوطالب کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے چلے۔ ۱۳۔ یعنی اگرچہ تم دلائل میں حضور سے عاجز آگئے اور تم سے ان کی بات کا کوئی جواب نہ بنا مگر بے دلیل' اناپ شناپ بتوں کو پوجتے جاؤ۔ یہ کفار کا اپنی کھلی شکست کا اقرار ہے ۱۴۔ اس جملہ کی بہت تفسیریں ہیں۔ بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارۃً فرمائی۔ یعنی حضور جو تبلیغ اسلام میں اتنی محنت فرماتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضور کی کوئی دنیاوی غرض اور لالچ ہے۔

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

کہ وہ عنقریب دیکھیں گے ؎ پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو انکی باتوں سے ؎

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور سلام ہے پیغمبروں پر ؎ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے ؎

اٰيَاتُهَا ۸۸ | ۳۸ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸ | رُكُوْعَاتُهَا ۵

سورۃ ص اس سورت کا نام سورۃ داؤد بھی ہے یہ مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۸۶ آیات ۷۳۲ کلمات [illegible] حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

اس ناموری قرآن کی قسم ؎ بلکہ کافر تکبر ؎

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

اور خلاف میں ہیں ؎ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں ؎ تو اب

فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

وہ پکاریں اور چھوٹنے کا وقت نہ تھا ؎ اور انہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

انکے پاس انہیں میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ؎ اور کافر بولے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾

کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا بے شک یہ عجیب بات ہے ؎

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى

اور ان میں کے سردار چلے ؎ کہ اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر

اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

صابر رہو ؎ بے شک اس میں اس کا کوئی مطلب ہے ؎ یہ تو ہم نے سب سے پچھلے

فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ ءَاُنْزِلَ

دین نصرانیت میں بھی نہ سنی لے یہ تو نری نئی گڑھت ہے ۲ کیا ان

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ

پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے ۳ بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے ۴

بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ ۝۸ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ

بلکہ ابھی میری مار نہیں چکھی ہے ۵ کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی

رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۚ ۝۹ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ

ہیں ۶ وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے کیا ان کے لئے ہے سلطنت آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝۱۰

اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تو رسیاں لٹکا کر چڑھ نہ جائیں ۷

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝۱۱ كَذَّبَتْ

یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہیں لشکروں میں سے جو وہیں بھگا دیا جائے گا ۸ ان سے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝۱۲

پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم ۹ اور عاد ۱۰ اور چومیخا کرنے والا فرعون ۱۱

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝۱۳

اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے ۱۲ یہ ہیں وہ گروہ ۱۳

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝۱۴ وَمَا

ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا ۱۴

يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝۱۵

اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۱۵ جسے کوئی پھیر نہیں سکتا

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝۱۶

اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے حساب کے دن سے پہلے ۱۶

۱۔ کیونکہ نصرانی اہل کتاب ہونے کے باوجود تین خدا مانتے ہیں باپ' بیٹا' روح القدس۔ اگر توحید اچھی چیز تھی تو اہل کتاب اسکے قائل کیوں نہ ہوئے ۲۔ جس کا ثبوت پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ شیطان بہت طرح بہکاتا ہے ۳۔ یہ کفار مکہ کا حضور پر حسد ہے کہ ہم اتنے مال والے جتھے والے تھے۔ ہم کو کیوں نبوت نہ ملی۔ خیال رہے کہ نبوت کا حضور کو ملنا حضور کی حقانیت کی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔ اگر کسی مالدار کو نبوت دی جاتی تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ اسلام کا اتنا بولا بالا مالی طاقت سے ہوا۔ اب اسلام کی یہ اشاعت محض حقانیت کے زور سے ہوئی نہ کہ دنیاوی سبب سے ۴۔ کہ کبھی قرآن کریم کو شعر کہتے ہیں' کبھی جادو' کبھی جھوٹ' کبھی حضور کا گھڑا ہوا کلام غرض انہیں اپنی بکواس پر خود یقین نہیں ۵۔ اگر عذاب دیکھ لیتے تو نہ حسد رہتا نہ کوئی شک' فرعون کی طرح ایمان لانے پر مجبور ہوتے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ آرام و راحت بھی بندہ کو سرکش کر دیتی ہے ۶۔ تاکہ وہ جسے چاہیں اسے نبوت ملے۔ نبوت تو خاص میرا عطیہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کسبی چیز نہیں محض وہبی ہے۔ ولایت بھی محض وہبی ہوتی ہے کبھی کسبی حضرت مریم کی ولایت وہبی تھی دوسروں کی ولایت کسبی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ایمان و تقویٰ ذریعہ ولایت ہے ۷۔ مقصد یہ ہے کہ کبھی دنیا کی نعمتیں خلاف اسباب عطا ہوتی ہیں۔ جاہل مالدار ہوتے ہیں۔ عاقل خوار تو نبوت کس طرح اسباب پر مبنی ہو سکتی ہے ۸۔ یعنی یہ آپکے دشمن بنا ہوا لشکر ہیں۔ آپ سے پہلے نبیوں کے مقابل ایسے ہی گروہ آئے۔ ۹۔ جنہیں نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ مگر قوم باز نہ آئی ۱۰۔ جنہیں ہود علیہ السلام نے عرصہ تک تبلیغ فرمائی ۱۱۔ کہ فرعون جب کسی پر ناراض ہوتا تو اس کے چاروں ہاتھ پاؤں میخوں سے بندھوا کر کوڑے لگواتا تھا۔ یا اسی طرح دھوپ میں چھوڑ دیتا تھا کہ وہ سوکھ کر ہلاک ہو جاتا۔ حضرت آسیہ کو اس مردود نے چومیخا ہی کیا (روح) ۱۲۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو جھاڑیوں میں یا ایکہ بستی میں رہتی تھی ۱۳۔ جو پیغمبروں کے مقابل آئے اور ہلاک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مادہ روح کے مقابل نہیں ٹھہرتا جیسے اندھیرا اجالے کے مقابل ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے جھٹلائے عذاب کبھی نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۱۵۔ صور کا پہلا نفخہ جب کہ سب ہلاک ہو جائیں گے ۱۶۔ شان نزول۔ نضر بن حارث بطور تمسخر کہا کرتا تھا کہ عذاب جلد لائیے اس کے متعلق یہ آیت ہے۔

رکوع ۱۰

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا

تم ان کی باتوں پر صبر کرو[۱] اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد

الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ

کرو[۲] بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے[۳] بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ

مسخر فرما دیئے[۴] کہ تسبیح کرتے[۵] شام کو اور سورج چمکتے[۶] اور پرندے جمع کئے ہوئے[۷]

كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ

سب اس کے فرمانبردار تھے[۸] اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا[۹] اور اسے حکمت

وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ

اور قول فیصل دیا[۱۰] اور کیا تمہیں اس دعوے والوں کی بھی خبر آئی[۱۱]

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ

جب وہ دیوار کود کر داؤد کی مسجد میں آئے[۱۲] جب وہ داؤد پر داخل ہوئے

فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى

تو وہ ان سے گھبرا گیا[۱۳] انہوں نے عرض کی ڈریئے نہیں[۱۴] ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے

بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

دوسرے پر زیادتی کی ہے[۱۵] تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے[۱۶]

وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَاۤءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۣ لَهٗ

اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے بے شک یہ میرا بھائی ہے[۱۷] اس کے

تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۣ

پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی

فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ

اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کر دے[۱۸] اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا ہے داؤد نے فرمایا

وقف لازم

۱۔ حکم جہاد آنے تک ان کی بکواس کا کوئی جواب نہ دو۔ کفار کے مقابل صبر کی تمام آیات جہاد کے حکم سے منسوخ ہیں ۲۔ جنہیں رب تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عبادت کی توفیق بخشی تھی آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ رات کو دو حصہ میں عبادت کرتے' درمیانی ایک حصہ میں آرام فرماتے تھے۔ (خزائن العرفان) یہاں رب تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی عبادت پھر ان کی خطا' پھر اس سے توبہ کا ذکر فرمایا ۳۔ ہر حال میں اپنے رب کیطرف ۴۔ اس طرح کہ آپ کے حکم سے چلتے تھے۔ جیسے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا (روح) ۵۔ آپ کے ساتھ پہاڑ اس طرح تسبیح کرتے تھے کہ آپ بھی سنتے تھے۔ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ اگرچہ ہر وقت رب کی تسبیح و تحمید کرنی چاہیے لیکن صبح و شام بالخصوص ضرور کرنی چاہیے۔ اسی لئے نماز فجر و عصر کی پابندی ضروری ہے ۷۔ کہ آپ کی تسبیح کے وقت پرندے بھی آپ کے گرد جمع ہو کر اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے اور آپ کی خوش الحانی پر وجد کرتے تھے۔ خوش آوازی بھی آپ کا معجزہ تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ عبادت کرنا بہت بہتر ہے اور نبی کی حکومت بے عقل و بے جان چیزوں پر بھی ہوتی ہے ۸۔ پہاڑ اور پرندے سب آپ کے مطیع تھے خیال رہے کہ حضرت داؤد کی سلطنت پہاڑوں اور پرندوں پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت و رسالت ساری مخلوق پر ہے۔ یہ شان ہی اور ہے ۹۔ اس طرح کہ جیسی آپ کی سلطنت مضبوط ہوئی ویسی کسی کی نہ ہوئی۔ چالیس ہزار زرہ بند سپاہی آپ کے محل کا پہرہ دیتے تھے (روح) ۱۰۔ حکمت سے مراد فقہ اور قول فیصل سے مراد حکومت و قضا کا علم ہے ۱۱۔ دو فرشتے جو انسانی شکل میں مدعی و مدعیٰ علیہ بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں خصم فرمانا ظاہری صورت کے لحاظ سے ہے ۱۲۔ جہاں داؤد علیہ السلام عبادت کرتے تھے اور وہیں بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ قاضی مسجد میں بیٹھ کر قضا کا کام کر سکتا ہے ۱۳۔ کیونکہ دروازہ بند تھا اور یہ دونوں اندر پہنچ گئے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا خوف رب سے تھا۔ فرشتوں کی وجہ سے آپ سمجھ گئے تھے کہ ان کی آمد سے مجھے عتاب فرمانا مقصود ہے (روح) ۱۴۔ کیونکہ آپ تو لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ والوں میں سے ہیں۔ آپ کی برکت سے دوسروں کے ڈر دور ہوتے ہیں۔ آپ خود کیوں ڈریں۔ ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فتویٰ حاصل کرنے کے لئے فرضی شکل بنانا جھوٹ نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی دوسرے یہ کہ نبی کی عظمت رب تعالیٰ اور ملائکہ بھی کرتے ہیں کہ حضرت داؤد کو اس طرح متوجہ کیا گیا۔ جو ان کے کسی فعل شریف پر اعتراض یا زبان طعن دراز کرے' بے ادب ہے

۱۶۔ یعنی بغیر کسی کی رو رعایت فرمائے' جو حق ہے وہ فرما دیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے والا مفتی سے اور مقدمہ والا حاکم سے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ اس میں حاکم کی توہین نہیں ۱۷۔ یعنی دینی بھائی ہے' یا فرضی بھائی۔ فرض کیجئے کہ یہ میرا بھائی ہے' جیسے کہا جاتا ہے' کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اسے منطق والے تخیل کہتے ہیں۔ یہ تصوری قسم ہے۔ تصدیق نہیں۔ نہ یہ جملہ خبریہ ہے۔ لہٰذا اس میں صدق و کذب کا احتمال نہیں ۱۸۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں' اور آپ نے ایک عورت کو اور بھی نکاح کا پیغام دیا جس کو ایک اور شخص پیغام دے چکا تھا۔ اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔ بعض نے فرمایا کہ وہ عورت دوسرے کے نکاح میں تھی۔ آپ نے اس سے طلاق حاصل کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا جیسا کہ اس زمانہ میں عام رواج تھا چونکہ شان نبوت

(بقیہ صفحہ ۷۲۴) بہت بلند ہے' اس لئے رب تعالیٰ نے آپ کو اس طرف متوجہ فرمایا۔ سبحان اللہ (خزائن العرفان) اس عورت کا نام مشاوع بنت شائع تھا اس کے خاوند کا نام اوریا ابن خیانا تھا (روح)

ا۔ اسے زیادتی فرمایا' ظلم نہ فرمایا۔ کیونکہ کسی کو کسی چیز کی فروخت کی رغبت دینی ظلم نہیں' زیادتی سے مراد خلاف مستحب ہے ۲۔ چونکہ یہ فتویٰ تھا فیصلہ نہ تھا اس لئے آپ نے دوسرے شخص کا بیان نہ لیا جیسے حضور سے ہندہ زوجہ ابوسفیان نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ مجھکو خرچہ نہیں دیتے تو فرمایا کہ ان کی جیب سے نکال

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ

بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بیشک

كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اکثر ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں ۱

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ

مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں ۲

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا

اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی ۳ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور

وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى

سجدے میں گر پڑا ۴ اور رجوع لایا۔ تو ہم نے اسے یہ معاف فرمایا ۵ اور بے شک اس کے لئے ہماری

وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى

بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے ۶ اے داؤد بے شک ہم نے تجھے

الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

زمین میں نائب کیا ۷ تو لوگوں میں سچا حکم کر ۸ اور خواہش کے پیچھے نہ جانا ۹

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ

کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی ۱۰ بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ

بہکتے ہیں ۱۱ ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن

الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کو بھول بیٹھے ۱۲ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے کار

بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نہ بنائے ۱۳ یہ کافروں کا گمان ہے ۱۴ کافروں کی خرابی ہے

لیا کرو حالانکہ ابوسفیان غائب تھے۔ صرف ایک کے بیان پر فتویٰ دینا جائز ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگوں سے کچھ لغزش ہو جائے تو ان پر زبان طعن دراز نہ کرے' بلکہ سائل کیطرح سوال کرے ان کا پورا احترام کرے (خزائن) ۴۔ آپ کا یہ سجدہ توبہ کا تھا ہم اس جگہ شکر کا سجدہ کریں کہ آپ کی توبہ قبول ہوئی ۵۔ مغفرت لغزش سے تھی نہ کہ گناہ سے۔ انبیاء کرام گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں ۶۔ دنیا و آخرت میں' معلوم ہوا کہ مقبولوں سے اگر کوئی لغزش ہو جائے' تو اس سے ان کے مراتب و درجات میں کمی نہیں ہوتی۔ آدم علیہ السلام گندم کھانے پر بھی خلیفۃ اللہ تھے' بلکہ یہ لغزش ان کی خلافت الٰہیہ کے ظہور کا ذریعہ بنی ۷۔ اپنا نائب بنایا کہ نبوت کے ساتھ سلطنت عامہ بھی بخشی ۸۔ فریقین کے بیانات سنکر فیصلہ کیا کرنا۔ محض اپنے علم پر نہ کرنا۔ کیونکہ قاضی کا فیصلہ گواہی و قسم وغیرہ پر ہونا یہ ہی فیصلہ بالحق ہے۔ رب تعالیٰ قیامت میں محض اپنے علم پر فیصلہ صادر نہ فرمائے گا بلکہ گواہی' شہادت' تحریر وغیرہ پر۔ اسلئے حضور انور نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت پر نزول آیات کے بعد فیصلہ فرمایا ورنہ حضور کو حضرت عائشہ کی پاکدامنی پر یقین کامل تھا ۹۔ ہویٰ سے مراد لوگوں کی خواہشات نفسانیہ ہیں نہ کہ اپنی نفسی خواہش' کیونکہ ان بزرگوں کی نفسی خواہش رب کی رضا میں فنا ہو چکی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۱۰۔ کیونکہ نفسانی خواہش کی پیروی دلائل فریقین میں نظر نہیں کرنے دیتی۔ لہٰذا حاکم کو چاہیے کہ فیصلہ کے وقت مخلوق کی الفت سے دل خالی کرے۔ محض رب کو راضی کرنے کے لئے فیصلہ کرے۔ ۱۱۔ عقائد میں یا اعمال میں یا مقدمات کے فیصلہ میں ۱۲۔ اگر وہ قیامت کو یاد رکھتے تو غلط عقیدے یا غلط اعمال اختیار نہ کرتے' یا لوگوں سے رشوت لے کر ناجائز فیصلے نہ کرتے ۱۳۔ بلکہ ان میں صدہا حکمتیں ہیں۔ کفار اور کفر' شیطان و طغیان بری چیزیں ہیں۔ مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس پیدائش میں ہزارہا حکمتیں ہیں وما بینھما میں سب چیزیں داخل ہیں ۱۴۔ جس چیز کا حساب و کتاب ہی نہ ہو' وہ عبث ہی ہوتی ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

السجدۃ ۱۵

ع ۱۲ | ۱۱

ا۔ شان نزول۔ کفار قریش مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو جو نعمتیں تمہیں ملیں گی' وہ ہمیں بھی ملیں گی۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری ۲۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہ تو کوئی عقلمند بادشاہ بھی نہیں کرتا کہ مجرم اور فرمانبردار کو یکساں کردے۔ احکم الحاکمین کی تو بڑی شان ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ متقی و فاسق برابر نہیں تو نبی اور غیرنبی کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔ فرق مراتب ضروری ہے۔ تمام عالم کے علماء' اولیاء' صحابی کے قدم کے برابر نہیں ۴۔ خیال رہے کہ نیبی خیر کو برکت کہتے ہیں اور جس میں یہ نیبی خیر ہو وہ مبارک ہے۔ قرآن شریف بھی مبارک اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبارک عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا وجعلنی مبارکا

مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آگ سے کیا ہم انہیں جو ایمان لائے ۲ اور اچھے کام کئے

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

ان جیسا کردیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ۳ یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرادیں

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

۴ یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی ۵ تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور

الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ اِنَّهٗٓ

عقلمند نصیحت مانیں ۶ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا ۷ کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت

اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾

رجوع لانے والا ۸ جب کہ اس پر پیش کئے گئے تیسرے پہر کو ۹ کہ روکئے تو تین پاؤں پر

فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى

کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے اور چلائیے تو ہوا ہو جائیں تو سلیمان نے کہا مجھے

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَىَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا ۢ بِالسُّوْقِ

ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے ۱۰ اپنے رب کی یاد کے لئے ۱۱ پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک

وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ

کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے ۱۲ پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ ۱۳ تو ان کی پنڈلیوں

جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا

اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ۱۴ اور بیشک ہم نے سلیمان کو جانچا ۱۵ اور اس کے تخت پر ایک بے جان بدن

لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْ ۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

ڈال دیا پھر رجوع لایا ۱۶ عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے ۱۷ اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾

کسی کو لائق نہ ہو ۱۸ بیشک تو ہی ہے بڑی دین والا ۱۹ تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس

مقبولین الٰہی میں دین و دنیا کی نیبی خیر ہوتی ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیتوں کو سوچنا اور سوچ کر نصیحت حاصل کرنا' اس میں تدبر کرکے دینی احکام نکالنا ہر ایک کا کام نہیں۔ صرف ان کا کام ہے جو دینی عقل رکھتے ہیں یعنی علماء خصوصاً" مجتہدین۔ عوام کو چاہیے کہ علماء سے مسائل سیکھیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ صالح بیٹا رب کی خاص رحمت ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بیٹے تھے مگر صرف سلیمان کے عطا فرمانے کا ذکر فرمایا کیونکہ آپ نبی تھے اور حضرت داؤد کے علم کے وارث۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اولاد خاص عطاءِ رب ہے کسی عمل کا عوض نہیں۔ اس لئے وَوَهَبْنَا فرمایا۔ رب فرماتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا (روح) ۷۔ یعنی ہر حال میں خدا کو یاد کرنے والا۔ داؤد علیہ السلام کی عمر شریف سو برس ہوئی۔ آپ کی وفات اچانک ہوئی۔ بوقت وصال آپ سجدے میں تھے۔ ایسے مبارک درخت کے پھل بھی مبارک ہونے چاہئیں۔ معلوم ہوا کہ اچانک موت مقبولین کے لئے رحمت ہے جو ہر وقت تیار رہتے ہیں غافلوں کے لئے زحمت کہ وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۸۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بعد نماز ظہر ایک ہزار گھوڑے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تھے بہت ہی اعلیٰ قسم کے اور قیمتی تھے ۹۔ کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کا ذریعہ ہیں اور جہاد عبادت ہے تو اس کے اسباب بھی محبوب ۱۰۔ یعنی ان گھوڑوں سے محبت دنیاوی وجہ سے نہیں محض اللہ کے لئے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں نماز سے غافل ہوگئے' جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ یہ شان نبوت کے خلاف ہے ۱۱۔ چھپ جانے والے گھوڑے تھے نہ کہ سورج کیونکہ یہاں سورج کا ذکر بالکل نہیں ہوا۔ یعنی آپ نے گھوڑوں کی دوڑ دیکھنے کے لئے انہیں اتنا دوڑانے کا حکم دیا کہ نگاہ سے اوجھل ہوگئے ۱۲۔ یعنی بس دیکھ لیا۔ واپس لے آؤ ۱۳۔ پیار و محبت سے گھوڑوں پر ہاتھ پھیرا' یا گھوڑوں کے عیب و خوبیاں معلوم کرنے کو' نہ کہ انہیں ذبح فرمایا جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ کیونکہ گھوڑے بے قصور تھے۔ نیز اس میں مال برباد کرنا اور آلات جہاد کو ختم کرنا ہے یہ بھی نبوت کی شان کے خلاف ہے۔ (روح و فتوحات) معلوم ہوا کہ گھوڑا اشرف جانور ہے اور جہاد کے لئے اس سے محبت کرنی سنت انبیاء ہے ۱۴۔ اس طرح کہ انہیں ایک اہم موقعہ پر انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی خطائیں بھی رب کی طرف سے بلندی درجات کا ذریعہ ہوتی ہیں ۱۵۔ حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں باندیاں تھیں (روح وغیرہ) آپ نے ایک دن فرمایا کہ آج میں نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر ایک حاملہ ہوکر لڑکا جنے گی جن میں سے ہر ایک مجاہد غازی ہوگا۔ مگر رب کی شان کہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی۔ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب

(بقیہ صفحہ ۷۲۶) بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے۔ جو راہ خدا میں جہاد کرتے یہاں جسد سے مراد ناقص اور بے جان بچہ ہی ہے۔ اس سے چند مسئلے ہوئے۔ ایک یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بہت زیادہ قوت مردمی بخشتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات پورے عدل و انصاف پر قادر ہوتے ہیں۔ ۱۶ـ اور انشاء اللہ نہ کہنے کی معافی دے دے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مستحب کام کے بھول جانے پر بھی معافی کے خواستگار ہوتے ہیں ۱۷ـ یعنی سلطنت عامہ کی معیبت سوا میرے کسی نبی کو نہ دینا۔ اسی لئے لا ینبغی فرمایا۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ مملکت میرے لئے معجزہ ہو اور معجزہ خاص ہوتا ہے۔ ۱۸ـ معلوم ہوا کہ دعا کے ساتھ حمد الٰہی ضرور کرنی چاہیے اور جیسی دعا کرے ویسی ہی حمد الٰہی کرے۔ وہاب سے مراد سلطنت اور حکومت کی لیاقت علم و کمال بخشنے والا ہے۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ

کے حکم سے نرم نرم چلتی ۱ جہاں وہ چاہتا ۲ اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور ۳ اور

فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ

دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ۴ یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ ۵

حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

تجھ پر کچھ حساب نہیں ۶ اور بیشک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانا ہے ۷

ع ۱۲

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ

اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو ۸ جب اس نے اپنے رب کو پکارا ۹ کہ مجھے شیطان نے تکلیف

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ

اور ایذا لگا دی ۱۰ ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار ۱۱ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ

بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

نہانے اور پینے کو ۱۲ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور [illegible]

رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ

اپنی رحمت کرنے کو ۱۳ اور عقلمندوں کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک

ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا

جھاڑو لے کر اس سے مار دے ۱۴ اور قسم نہ توڑ ۱۵ بے شک ہم نے اسے صابر پایا

نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق

وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ

اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو ۱۶ بے شک ہم نے انہیں ایک کھری

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ

بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے ۱۷ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے

۱ـ یعنی آپ کا حکم ہوا پر بھی جاری تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ ہمارے حضور کے حکم سے بارش برسی ۲ـ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کا عالم پر راج ہے کہ وہ بعطاء الٰہی جو چاہتے ہیں' وہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں مخلوق رب کی ہیں' مملوک ان کی۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ کے شہر میرا ملک ہیں ۳ـ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنات میں کاریگر اور اعلیٰ درجہ کے دستکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ جنات کی پہنچ سمندر کی تہ تک ہے۔ تیسرے یہ کہ ناری طاقت سے نوری طاقت زیادہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان کے بس میں سرکش جنات کر دیئے گئے۔ ۴ـ یعنی فسادی و سرکش جنات کو حضرت سلیمان نے بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ جنات آگ یا ہوا کی طرح ہماری گرفت میں نہیں آ سکتے مگر بزرگان کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے۔ حضور کے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا۔ ۵ـ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب دیتا ہے اور وہ حضرات رب کے حکم سے مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اس تقسیم میں مختار اور ماذون مطلق ہوتے ہیں' حضور فرماتے ہیں کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں' رب فرماتا ہے اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۶ـ معلوم ہوا کہ آپ ان مقبول بندوں میں سے تھے جن پر کسی قسم کا حساب نہیں جو چاہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ جس کو جتنا چاہیں جب چاہیں دیں یا نہ دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ پر زکوٰۃ فرض نہ تھی' کسی پیغمبر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ میں زکوٰۃ سے مراد طہارت نفس ہے ۷ـ یعنی حضرت سلیمان کی بارگاہ الٰہی میں عزت اور ان کے لئے آخرت کی نعمتیں اس دنیاوی ملک سے کہیں زیادہ ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بارگاہ الٰہی میں بڑے عزت و وجاہت والے ہوتے ہیں ۸ـ آپ کا نام شریف ایوب ابن آموص بن رازح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہے آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی زوجہ حضرت رحمت بنت افراثیم بن یوسف علیہ السلام ہیں۔ افراثیم یوسف علیہ السلام کے فرزند حضرت زلیخا کے بطن شریف سے ہیں (روح وغیرہ) آپ کی عمر شریف ترانوے سال ہوئی' آپ پر صرف تین آدمی ایمان لائے (روح) ۹ـ یعنی سخت بیماری کے سات سال بعد بیماری کی تفصیل سورت انبیاء میں گزر چکی ۱۰ـ معلوم ہوا کہ شیطان میں بیمار کر دینے کی قوت ہے جیسے بعض کھانوں میں بیمار کر دینے کی تاثیر ہے لہٰذا اللہ کے مقبول بندوں میں بعطاء الٰہی شفا دے دینے کی بھی طاقت ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اندھے کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں' رب کے حکم سے' ان کی طاقت ناری مخلوق کی طاقتوں سے زیادہ ہے ۱۱ـ معلوم ہوا کہ بزرگوں

(بقیہ صفحہ ۷۲۷) کے پاؤں کا دھون بھی شفا ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے وسیلہ شفا بنایا گیا۔ ۱۲۔ اطباء کہتے ہیں کہ اب بھی خارش میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہے جو اس آیت سے ثابت ہے ۱۳۔ اس طرح کہ ان کی زوجہ رحمت کو دوبارہ جوانی بخشی اور آپ کی فوت شدہ اولاد کو دوبارہ زندہ فرمایا اور اتنی ہی اولاد اور بھی دی۔ یہ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ سے معلوم ہوا ۱۴۔ بیماری کے زمانہ میں حضرت رحمت آپ کی زوجہ ایک بار دیر میں حاضر خدمت ہوئیں۔ تو آپ نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ صحت یاب ہونے پر رب تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں جھاڑو مارو جس میں سو تیلیاں ہوں کیونکہ اس زمانہ میں قسم کا کفارہ نہ تھا۔

الْاَخْیَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ

پسندیدہ ہیں ۱ اور یاد کرو اسماعیل اور یسع ۲ اور ذوالکفل کو ۳ اور سب

مِّنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾

اچھے ہیں یہ نصیحت ہے ۴ اور بے شک پرہیزگاروں کا ٹھکانہ بھلا

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا

بسنے کے باغ ان کے لئے سب دروازے کھلے ہوئے ۵ ان میں تکیہ لگائے ۶

یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ

ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں ۷ اور ان کے پاس وہ

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ

بیبیاں ہیں ۸ کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں ۹ ایک عمر کی ۱۰ یہ ہے

الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ

وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن ۱۱ بے شک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم نہ ہوگا ۱۲ ان

وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ

کو تو یہ ہے ۱ اور بے شک سرکشوں کا برا ٹھکانہ ۲ جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی برا

الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ

بچھونا ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ ۳ اور اسی شکل کے اور

مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ؕ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا

جوڑے ۴ ان سے کہا جائے گا یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے جو تمہاری تھی ۵ وہ

بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ

کہیں گے ان کو کھلی جگہ نہ ملیو آگ میں تو ان کو جانا ہی ہے وہاں بھی تنگ جگہ میں رہیں تابع

اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ

بولے بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ملیو ۶ یہ مصیبت تم ہمارے آگے لائے ۷ تو کیا ہی برا ٹھکانا وہ بولے جا...

الثلثة

کفارہ قسم ہمارے اسلام میں ہی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۱۵۔ کیونکہ اس وقت قسم کا کفارہ یہی تھا یا پورا کرنا یا توڑنا۔ ۱۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے مقبولوں کو اپنی قدرت اور اپنا علم بخشا ہے۔ جس سے وہ عالم کی خبر رکھتے ہیں' اور عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کرو۔ ۱۷۔ اس طرح کہ ان کے دل دنیا سے بے نیاز ہیں اور آخرت کی یاد اور اللہ کے ذکر سے معمور ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکر اللہ اور آخرت کی فکر بڑی نعمت ہے جسے مل جائے۔

۱۔ اس طرح کہ وہ خالص ہمارے ہیں اور ہم ان کے' جو ہم سے ملنا چاہے وہ ان کی معرفت ملے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے کل قول و فعل رب کے پسندیدہ ہیں' اس لئے پیغمبر کے کسی کام پر طعنہ کرنا کفر ہے ۲۔ آپ کا نام یسع ابن اخطوب ہے' آپ الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ پھر نبی بنائے گئے (روح) ۳۔ ذوالکفل حضرت یسع کے چچا زاد بھائی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہیں' شام میں آپ کا قیام تھا (روح) ۴۔ یعنی اللہ کے بندوں کا ذکر اللہ کا ذکر ہے جبکہ عظمت کے ساتھ ہو اور اس ذکر سے ہزاروں نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقبولوں کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے رب فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ بلکہ حضور سے پتھر' کنکروں کو بھی چین ہوتا ہے ۵۔ دنیا میں ایمان و تقویٰ کے دروازے ان کے لئے کھلے ہیں۔ وصال کے وقت اور قبروں میں جنت کی کھڑکیاں ہوا کے لئے کھلی ہیں اور آخرت میں جنت کے دروازے داخلہ کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ انہیں کھلوانے کا انتظار نہ کرنا پڑے گا ۶۔ اپنے جڑاؤ زر نگار تختوں پر' یعنی انہیں کچھ کام نہ ہو گا۔ صرف آرام ہو گا۔ کام تو دنیا میں کر چکے ۷۔ اپنے خدام غلمانوں سے یعنی انہیں خود اٹھ کر کوئی چیز لانی نہ پڑے گی۔ خدام حاضر کریں گے۔ شراب سے مراد یا تو پینے کی چیزیں ہیں جیسے دودھ' پانی' شہد یا شراباً "طہوراً" نہ کہ دنیا کی شراب ۸۔ خود اپنی دنیا کی وہ بیویاں جو ان کے نکاح میں فوت ہوئیں اور حوریں اور کفار و مشرکین کی مومنین جنتی بیویاں ۹۔ معلوم ہوا کہ پردہ اور شرم و حیا جنت میں بھی ہو گا اور متقی سے پردہ کرنا بھی لازم ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے مگر پردہ ان سے بھی ہو گا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی اجنبی کو نہ دیکھے یعنی مرد عورت کو اور عورت مرد کو نہ دیکھے۔ جنت کے مکانات پردہ کے لئے ہوں گے نہ کہ حفاظت کے لئے ۱۰۔ یعنی تمام بیویاں حسن میں اور عمر میں یکساں ہیں۔ بلکہ دنیا کی بیویاں حوروں سے زیادہ حسینہ ہوں گی۔ اور سب تیس سال کی۔ ہمیشہ یہی عمر رہے گی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے موسم کے پابند نہ ہوں گے۔ ہر میوہ ہر وقت بکثرت موجود رہے گا۔ نہ وہاں کے باغوں میں کبھی خزاں آوے' نہ پت جھڑ ہو۔ ۱۲۔ یعنی یہ جو کچھ ذکر ہوا مومن متقیوں کے لئے ہے' اب اس کے مقابل

لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا

رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دونا عذاب بڑھا ١ بولے ہمیں کیا ہوا

نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا

ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے ٢ کیا ہم نے انہیں ہنسی بنا لیا ٣

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ

یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں ٤ بے شک یہ ضرور حق ہے دوزخیوں کا

اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ

باہم جھگڑا ٥ تم فرماؤ میں ڈر سنانے والا ہی ہوں ٦ اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ

سب پر غالب ٧ مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ٨ صاحب عزت

الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿٦٨﴾

بڑا بخشنے والا۔ تم فرماؤ وہ بڑی خبر ہے ٩ تم اس سے غفلت میں ہو

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٦٩﴾

مجھے عالم بالا کی کیا خبر تھی ١٠ جب وہ جھگڑتے تھے ١١

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ

مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا ١٢ جب تمہارے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ

فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا ١٣ پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ

اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ١٤ تو تم اس کے لئے سجدے میں گرنا ١٥ تو سب فرشتوں

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ

نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا ١٦ مگر ابلیس نے اس نے غرور کیا ١٧

(بقیہ صفحہ ٧٢٨) سنو ١٣۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے لئے دوزخ ٹھکانا نہیں اس کی منزل ہے۔ ٹھکانا صرف کافروں کا ہے ١٤۔ یہ سب دوزخیوں کے جسموں‘ ان کے سڑے ہوئے زخموں اور نجاست کے مقامات سے بہے گی۔ سخت بدبودار‘ بدمزہ‘ یہ بھی ان کی خوراک ہوگی۔ اللہ کی پناہ ١٥۔ یعنی ہر طرح کا عذاب جوڑے جوڑے ہوگا۔ کھانے کا عذاب پیپ اور تھوہر‘ پینے کا عذاب کھولتا پانی اور خون۔ ایسے ہی کاٹنے کے لئے سانپ اور بچھو‘ غرضیکہ ہر چیز میں جوڑے ہوں گے۔ ١٦۔ کافروں کے سردار آگے آگے متبعین پیچھے پیچھے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ١٧۔ غرضیکہ سردار تابعین کو اور تابعین سرداروں کو کوسیں گے یعنی طعن کریں گے۔ معلوم ہوا کہ آپس کی محبت و اتفاق جنت کی رحمت ہے‘ نا اتفاقی دوزخ کا عذاب۔ ١٨۔ کہ تم نے ہم کو بہکا کر کافر بنایا اور تم ہم کو یہاں لائے۔

١۔ یعنی متبعین کفار اپنے سرداروں کے متعلق بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ مولا! یہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی۔ ہم صرف کافر۔ لہٰذا انہیں ہم سے دوگنا عذاب دے۔ ٢۔ کفار آپس میں کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں دوزخ میں مسلمان نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور دنیا کی باتیں بھی یاد کریں گے۔ ٣۔ یعنی ہم نے دنیا میں غلط طور پر ان کی ہنسی اڑائی تھی۔ وہ تو آج دوزخ میں نہ آئے‘ اچھے مقام پر پہنچے ٤۔ یعنی وہ ہیں تو یہاں دوزخ میں مگر ہمیں نظر نہیں آتے۔ یا دنیا میں ہماری آنکھیں انہیں صحیح طور پر دیکھ نہ سکیں۔ ہم ان کے مراتب پہچان نہ سکے۔ ٥۔ یعنی کفار کی یہ گفتگو اور ان کے جھگڑے ضرور ہوں گے۔ رب کی خبر میں غلطی کا احتمال نہیں ٦۔ کافروں کو صرف نذیر ہوں‘ مومنوں کو بشیر ہوں۔ ٧۔ جو کوئی‘ یا قہار روزانہ ایک ہزار بار پڑھ لیا کرے اس کے دل سے خلقت کا خوف دور ہو جائے گا ٨۔ چونکہ ہمارے سامنے صرف یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا گیا‘ ورنہ وہ ہر ماسوی اللہ کا رب ہے۔ ٩۔ اللہ کا ایک ہونا یا میرا نبی ہونا‘ یا قیامت‘ جنت و دوزخ کا برحق ہونا عظیم الشان خبر ہے ١٠۔ یعنی اگر میں صاحب وحی رسول نہ ہوتا تو مجھے عالم بالا کے ان واقعات کی خبر کیسے ہوتی جو انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کا پتہ تاریخ اخبار وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں لگ سکتا۔ مگر ان واقعات کو جانتا ہوں۔ اور تمہیں بتاتا ہوں‘ ثابت ہوا کہ سچا نبی اور صاحب وحی ہوں ١١۔ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں‘ اور ان کے جھگڑنے سے مراد رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنا ہے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا رب سے جھگڑنا برا نہیں بلکہ اس کا ناز ہے (روح) بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں فرشتوں کے جھگڑے سے مراد ان کا آپس میں جھگڑنا ہے انسانوں کے بعض نیک اعمال لے جانے کے متعلق‘ جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو اپنی اچھی صورت میں دیکھا۔ رب نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد! فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولیٰ! تو علیم و خبیر ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے سینے پر رکھا‘ جس کا اثر میں نے اپنے دل میں پایا۔ اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آ گئیں۔ پھر پوچھا کہ اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں۔ اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نماز کے بعد کچھ ٹھہرنا۔ جماعت کی نماز کے لئے پیدل چلنا‘ سردی میں اچھی طرح وضو کرنا۔ ایسے شخص کی زندگی بھی اچھی موت بھی اچھی۔ اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاوے گا (دارمی‘ ترمذی‘ خزائن العرفان) ١٢۔ مجھے یہ تمام وحی

(بقیہ صفحہ ۷۲۹) اس لئے ہوتی ہے کہ میں نبی نذیر بشیر ہوں۔ بغیر علم غیب نبوت کے کام انجام نہیں پاتے۔ یا مجھے صرف یہ وحی ہوئی کہ میں نبی ہوں۔ مرزا قادیانی کی طرح یہ وحی نہ آئی کہ خدا' خدا کا بیٹا یا خدا کی بیوی ہوں ۱۳۔ خود اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم شریف بناؤں گا۔ اسی لئے انہیں بشر فرمایا۔ یعنی اپنے ہاتھ کی صنعت (مباشرۃ بالید) ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی۔ چالیس سال میں تکمیل ہوئی۔ پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ صرف آپ کے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا۔ مگر چونکہ بدن کو روح کی تجلی گاہ بنایا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی روح کے ساتھ مسجودلہ ہوا اور یہ سجدہ آپ کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آپ کی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایک بار نہ ہوتا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ سجدہ تعظیمی' اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو لِہٗ نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مقربین ہوں یا مدبرات امر زمینی ہوں یا آسمانی ۱۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے۔ شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔

۱۔ اللہ کے علم میں' مگر مردود تب کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہو گیا۔ لہٰذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپ کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ۲۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی' لہٰذا بشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ۳۔ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی علیم و خبیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں ۴۔ کیونکہ میں پرانا صوفی' عابد' عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی ۵۔ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ باغ خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کر دینا سنت الٰہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس کی بعض دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ آخرت کے بارے میں ہے لہٰذا بزرگوں کی دعا سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مردے جلائے ۷۔ تاکہ میں اولاد آدم کو بہکاؤں اور موت سے بچ جاؤں ۸۔ اس سے مراد قیامت کا پہلا نفخہ ہے جب سب ہلاک ہوں گے تو شیطان بھی ہلاک ہو گا ۹۔ یعنی سب انسانوں کو' اسکا مقصد یہ تھا کہ باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا۔ تو ان کی کروڑوں اولاد کو جنت میں نہ جانے دوں گا۔ اغواء سے مراد عقائد خراب کرنا' نیک عمل سے روکنا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شیطان نے تقیہ نہ کیا' جھوٹ نہ بولا'

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ

اور وہ تھا ہی کافروں میں ۱۔ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ

سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ۲۔ کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں

الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ

میں سے ۳۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں ۴۔ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے

مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ

پیدا کیا ۵۔ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا ۶۔ اور بے شک

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ

تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک بولا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے مہلت دے

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى

اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ۷۔ فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾

ہوئے وقت کے دن تک ۸۔ بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو ۹۔ گمراہ کر دوں گا ۱۰۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ

مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ۱۱۔ فرمایا تو سچ یہ ہے ۱۲۔ اور میں سچ ہی

اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾

فرماتا ہوں ۱۳۔ بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے ۱۴۔ اور ان میں سے جتنے تیری پیروی

قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾

کریں گے سب سے ۱۵۔ تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا ۱۶۔ اور میں بناوٹ والوں میں نہیں

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾

۱۷۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے ۱۸۔ اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جانو گے ۱۹۔

(بقیہ صفحہ ۷۳۰) بلکہ جو کرنا تھا وہ صاف کہہ دیا۔ البتہ شیطان نے تقیہ آدم علیہ السلام سے کیا کہ خیر خواہ بن کر باتیں بنائیں ۱۱۔ یعنی انسانوں میں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ شیطان صرف انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام صرف انسانوں میں ہوئے۔ اکثر اولیاء اللہ بھی انسان ہی ہوئے اگرچہ بعض مومن جن بھی ولی یا صحابی ہیں ۱۲۔ پتہ لگا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ ان سے گناہ یا کفر کرا دے ۱۳۔ جو ہم ارشاد فرماتے ہیں اس کا بیان آگے آ رہا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا احتمال قطعاً" نہیں۔ رب کا جھوٹ ایسا ہی ناممکن ہے جیسا رب کا شریک۔ اس کی ذات عیبوں سے پاک ہے ۱۵۔ اور تیری ذریت سے جیسے کافر جنات اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور کافر جن دوزخ میں جائیں گے اور وہاں کی آگ سے ایسے ہی سزا اور تکلیف پائیں گے جیسے ہم مٹی پتھر سے تکلیف پاتے ہیں۔ لہٰذا آیت کریمہ پر یہ اعتراض نہیں کہ شیطان ناری ہے اسے آگ سے کیا تکلیف ہو گی ۱۶۔ کافر انسانوں سے، کیونکہ مومن گنہگار سے دوزخ بھری نہ جائے گی ۱۷۔ تاکہ تم پر اسلام و ہدایت کا بوجھ پڑے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نے تبلیغ ہمیشہ بلاعوض کی اب بھی تبلیغ پر اجرت لینا منع ہے۔ ۱۸۔ یعنی میری تمام خوبیاں رب کی عطا سے ہیں۔ تکلف و بناوٹ سے پاک ہوں۔ چاند خود ہی حسین ہے' اسے زیور سے حسن حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے اشارۃً" معلوم ہوا کہ عالم کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموشی اختیار کرے خود گھڑ کر نہ بتائے کہ یہ بھی تکلف میں داخل ہے ۱۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور حضور کی نبوت زمان و مکان سے خاص نہیں' حضور ساری خدائی کے دائمی نبی ہیں ۲۰۔ موت کے بعد یا قیامت میں یا دنیا میں ہی جنگ بدر وغیرہ کے موقعہ پر قرآن کی غیبی خبریں اپنی آنکھ سے دیکھ لو گے۔

ایاتہا ۷۵ | ۳۹ سُوْرَۃُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۹ | رکوعاتہا ۸

سورۃ زمر مکی ہے ۱ اس میں ۸ رکوع ۷۵ آیات ۱۱۷۲ کلمے ۴۹۰۸ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ

کتاب اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ۲ بے شک ہم نے

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾

تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ۳ تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر ۴

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے ۵ اور وہ جنہوں نے اس کے سوا

دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ

اور والی بنا لئے ۶ کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ

زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ

ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں ۷ اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس بات کا

يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾

جس میں اختلاف کر رہے ہیں ۸ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہو ۹

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ

اگر اللہ اپنے لئے بچہ بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا

مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ

چن لیتا ۱۰ پاکی ہے اسے وہی ہے ایک اللہ سب پر غالب ۱۱ اس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ

آسمان اور زمین حق بنائے ۱۲ رات کو دن پر لپیٹتا ہے

۱۔ سوا دو آیتوں کے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ اور آیت اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ۔ ۲۔ یعنی اس کتاب قرآن کریم یا اس سورت کے بھیجنے والا' عزیز و حکیم' لانے والا فرشتہ عزیز' لینے والے رسول عزیز ہیں' تو جو عمل کرے گا' وہ بھی دنیا و آخرت میں عزیز ہو گا۔ کلام کی عظمت کا پتہ' کلام والے کی عظمت سے چلتا ہے (روح) ۳۔ اگرچہ اتارنے والے حضرت جبریل ہیں' لیکن چونکہ ان کا کام درحقیقت رب تعالیٰ کا کام ہے اس لئے فرمایا۔ ہم نے اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم پہلے اونچے مقام پر تھا۔ کیونکہ اتارنا اوپر سے ہوتا ہے ۴۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ بندہ عبادت میں جنت حاصل کرنے دوزخ سے بچنے کی بھی نیت نہ کرے۔ صرف رب کو راضی کرنے کی نیت کرے۔ کیونکہ یہ بندگی ہے تجارت نہیں ۵۔ دین کے بہت معانی ہیں یہاں معنی عبادت ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ مقبول عبادت وہ ہے جو خلوص سے ہو ۶۔ یہاں ولی سے مراد معبود ہیں جیسے کہ آگے نعبد سے معلوم ہوا اور اس میں مشرکین کی تردید ہے جو بت پرستی میں گرفتار تھے۔ اس سے اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ ۷۔ یعنی مشرکین عرب کہتے ہیں کہ ہم ان بتوں کو اپنا خالق یا حقیقی مالک سمجھ کر نہیں پوجتے ہیں خالق و مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں مگر انہیں خالق تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر رب کا قرب حاصل کرنے کے لئے پوجتے ہیں۔ یہ ان کا شرک ہے۔ خیال رہے کہ کسی کو رب کے قرب کا وسیلہ سمجھنا شرک نہیں اس کا تو حکم ہے' رب فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ بلکہ بتوں کو خدا رسی کا وسیلہ جاننا شرک ہے اور وسیلہ کو معبود جاننا اس کی پوجا کرنا شرک' جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا عین ایمان ہے۔ آب زمزم کو وسیلہ

وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ

اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے [۱] اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگایا

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٥﴾

ہر ایک ایک ٹھہرائی میعاد کے لئے چلتا ہے [۲] سنتا ہے وہی صاحب عزت بخشنے والا ہے [۳]

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اس نے تمہیں ایک جان سے بنایا [۴] پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا [۵]

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ يَخْلُقُكُمْ فِيْ

اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے [۶] تمہیں تمہاری ماؤں کے

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ

پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح [۷] تین اندھیریوں میں [۸]

ثَلٰثٍ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى

یہ [illegible] Page-732.bmp ب اسی کی بادشاہی ہے [۹] اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں [۱۰] پھر کہاں پھیرے

تُصْرَفُوْنَ ﴿٦﴾ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا

جاتے ہو۔ اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے [۱۱] اور اپنے

يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا

بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں [۱۲] اور اگر شکر کرو تو اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے [۱۳] اور کوئی

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی [۱۴] پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے بے شک وہ دلوں کی بات

الصُّدُوْرِ ﴿٧﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا

جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے [۱۵] اپنے رب کو پکارتا ہے اس کی طرف

(بقیہ صفحہ ۷۳۱) قرب الٰہی سمجھ کر پینا ثواب ہے مگر بت کی طرف سجدہ کرنا، گنگا کا پانی احتراماً پینا شرک ہے یہ آیت کفار کے لئے ہے۔ اے مسلمانوں، انبیاء اولیاء پر نہ چپکاؤ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ خدا کے دشمنوں کو خدا رسی کا وسیلہ ماننا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ وسیلہ کی پوجا کرنی شرک ہے، پوجا صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ کفار اپنے معبودوں کو چھوٹا الٰہ کہتے ہیں اور خدا کو بڑا الٰہ کہہ کر ان چھوٹوں کو جبریہ شفاعت کا ذریعہ سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب شرک ہے ۹۔ اس طرح کہ مومنوں کو جنت میں کافروں کو دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۱۰۔ یعنی کافر جب تک کافر رہے اسے ہدایت اعمال یا ہدایت جنت نہیں ملتی۔ ۱۱۔ اس میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بفرض محال رب اولاد چاہتا تو اپنی تجویز سے اس کا انتخاب کرتا نہ کہ مردودو! تمہاری تجویز سے اور اس نے تو چنا نہیں۔ ۱۲۔ جو حقیقتہً "ایک بھی ہو۔ سب پر غالب بھی ہو وہ اولاد سے پاک ہے کیونکہ بیٹا باپ کا ہم جنس اور اس کی مثل ہوتا ہے۔ نیز مغلوب شخص بیٹا اختیار کرتا ہے۔ یا شہوت سے مغلوب یا موت سے ڈرنے والا یا دشمنوں سے۔ جب رب تمام کمزوریوں سے پاک ہے تو اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ ۱۳۔ بغیر کسی کی مدد کے ہزارہا حکمتوں پر مشتمل بنائے تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے۔

۱۔ اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو دراز فرما کر، رات کا ایک حصہ دن میں داخل فرما دیتا ہے اور سردیوں میں رات کو دراز فرما کر دن کا ایک حصہ رات میں شامل فرما دیتا ہے۔ یہ ہے لپیٹنا ۲۔ معلوم ہوا کہ چاند، تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین۔ یہ سب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی باطل اور فلسفہ جدید بھی۔ پھر ان سب کی گردش مقرر نظام پر ہے۔ سورج ایک حد پر پہنچ کر لوٹ پڑتا ہے۔ یا ان کی گردشیں ہمیشہ نہ رہیں گی۔ قیامت آنے پر تمام نظام درہم برہم ہو جائیں گے۔ بقا صرف رب کے لئے ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی رحمت و مغفرت اس کے غضب اور پکڑ پر غالب ہے، اس لئے سزا جلدی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ رب کا بخشنا عزت کے ساتھ ہے۔ اگر کروڑوں مجرموں کو بخش دے تو نہ اس کا کچھ بگڑتا ہے نہ اس سے کوئی کچھ پوچھ سکتا ہے ۴۔ عالم اجسام میں سب انسانوں کو آدم علیہ السلام سے، اور حقیقتہً" سارے عالم کو نور محمدی سے بنایا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مگر یہاں پہلے معنی ظاہر تر ہے۔ جیسے کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۵۔ آدم علیہ السلام کی زوجہ بی بی حوا کو بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کی اصل ہے اسی لئے اس سے افضل و اشرف ہے اس کی اور بھی چند تفسیریں کی گئی ہیں۔ مثلاً انسان کو روح سے بنایا اور روح سے اس کے جوڑے دل کی پیدائش فرمائی ۶۔ اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ نر و مادہ مل کر آٹھ جوڑے ہوئے۔ نر مادہ سے مل کر ایک جوڑا۔ مادہ نر سے مل کر دوسرا جوڑا (روح) رب فرماتا ہے۔ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۷۔ اولاً "نطفہ، پھر خون کی پھٹک، پھر پارہ گوشت، پھر مکمل بچہ۔ ۸۔ ماں کے پیٹ، رحم اور اس کی جھلی کی اندھیریاں جن میں بچہ رہتا ہے۔ انہیں پردوں میں ہوا بھی پہنچتا ہے اور غذا بھی۔ انڈے میں بچہ کئی دن تک زندہ رہ کر باہر آتا ہے۔ وہاں بغیر کھڑکی کے ہوا پہنچاتا ہے۔ سبحان اللہ ۹۔ ہر جگہ ہر حال میں حقیقی بادشاہت اسی کی ہے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بادشاہت تو بہت انسانوں کو ملی ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ سلطنت، اطاعت، حکم، مدد، مجازی طور پر بندوں کی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن معبودیت رب کے سوا کسی کی صفت نہیں۔ اس میں مجاز بنتا ہی نہیں۔ بعض لوگ

(بقیہ صفحہ ۷۳۲) بادشاہ تو ہیں مگر الٰہ کوئی نہیں ۱۱۔ کیونکہ تمہاری عبادت و شکر سے رب کی ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی اور تمہاری نافرمانی سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ غنی وہ ہے محتاج تم ہو ۱۲۔ یہاں بندوں سے مراد مومن و کافر سارے بندے ہیں۔ ناشکری کسی کی پسند نہیں کیونکہ اس میں بندوں کا نقصان ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ رضا کچھ اور ہے' ارادہ کچھ اور' کفر پر رضا نہیں اس کا ارادہ ہے ۱۴۔ یعنی کوئی کسی کا بوجھ بخوشی نہ اٹھائے گا کہ اصل مجرم بالکل ہلکا اور بری ہو جائے۔ ورنہ گمراہ کرنے والوں پر ان کا اپنا بوجھ بھی ہو گا اور دوسرے گمراہوں کا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ مگر اس سے مجرم بری نہ ہو جائیں گے۔ بہر

اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا

جھکا ہوا پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لئے

اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ

پہلے پکارا تھا ۵ اور اللہ کے لئے برابر والے ٹھہرانے لگتا ہے ۲ تاکہ اس کی راہ

سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ

سے بہکا دے تم فرماؤ تھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے ۳ بیشک تو دوزخیوں

النَّارِ ۝۸ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا

میں ہے کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں ۴ سجود اور قیام میں

يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائیگا

الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں ۵

اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ

جو عقل والے ہیں ۶ تم فرماؤ اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو ۷

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ

جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے ۸ اور اللہ کی زمین

اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ

وسیع ہے ۹ صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے

حِسَابٍ ۝۱۰ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ

بے گنتی ۱۰ تم فرماؤ مجھے حکم ہے ۱۱ کہ اللہ کو پوجوں نرا اس کا بندہ

الدِّيْنَ ۝۱۱ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۲ قُلْ

ہو کر ۱۲ اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں ۱۳ تم فرماؤ

ع ۹ / ۱۵

حال آیات آپس میں متعارض نہیں نہ احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ ۱۵۔ یہاں انسان سے مراد یا ابو جہل ہے یا عام کفار' جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے اور ضر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں۔ تنگدستی بیماری وغیرہ۔

۱۔ معلوم ہوا کہ راحت میں گزشتہ تکالیف کو یاد رکھ کر رب سے خوف کرنا مومنوں کی صفت ہے ۲۔ جھوٹے معبود' اس کا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے۔ کفار کی آیات مومنوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے ۳۔ یعنی کافر اپنے کفر کے باوجود دنیا میں کچھ نفع حاصل کر لے آخر کار وہ دوزخی ہے ۴۔ اس سے نماز تہجد کی افضلیت معلوم ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں قیام اور سجدہ اعلیٰ درجہ کے رکن ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازی اور پرہیز گار کو رب سے خوف ضرور چاہیے۔ اپنی عبادت پر نازاں نہ ہو' ڈرتا رہے (شان نزول) یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض نے فرمایا کہ عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جو نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت اپنے کسی خادم کو بیدار نہ کرتے تھے۔ سب کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے' ملائکہ عابد تھے اور آدم علیہ السلام عالم۔ عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا گیا' یہاں مطلقاً" ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے' غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد' بہرحال اس سے عالم افضل ہے۔ خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں۔ انہیں کے فضائل قرآن و حدیث میں وارد ہوئے۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام جہان کی بیبیوں سے افضل ہیں کہ بڑی عالمہ ہیں ۶۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ عاقل وہی ہے جو انبیاء کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو علم و عقل حضور کے قدم شریف پر نہ جھکائے وہ جہالت اور بیوقوفی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال ایمان کے بعد ہیں۔ کافر کی نیکیاں بیکار ہیں جیسے جڑ کٹی شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔

اس ڈرنے کی چار صورتیں ہیں۔ اور اس کے مستحق چار قسم کے حضرات' تقویٰ عوام اور ہے' تقویٰ خواص کچھ اور' اور تقویٰ خاص الخاص کچھ اور ہی ہے ۸۔ حَسَنَةٌ مبتدا ہے' اور فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا خبر مقدم۔ یعنی متقی کو دنیا میں بھی بھلائی ملے گی صحت' رزق وسیع' آفتوں سے نجات وغیرہ اور آخرت میں بھی بھلائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۹۔ لہٰذا جس جگہ تمہیں رب کی عبادت کی آزادی نہ ہو' وہاں سے ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ' جہاں عبادت کی آزادی ہو۔ اس میں ہجرت کی ترغیب ہے۔ غرضیکہ سب کچھ چھوڑ دو۔ اللہ کی عبادت نہ چھوڑو ۱۰۔ (شان نزول) یہ آیت مہاجرین حبشہ کے حق میں نازل ہوئی جو حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے جن میں حضرت جعفر طیار بھی تھے یعنی انہیں اتنا اجر ملے گا جو ان کے حساب میں نہ آج آ سکتا ہے نہ آئندہ آ

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾

بالفرض اگر مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے

قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴿١٤﴾ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ

لہ تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نرا اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے

مِنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ

چاہو پوجو ۲ تم فرماؤ پوری ہار انہیں جو اپنی جان اور اپنے

وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١٥﴾

گھر والے قیامت کے دن ہار بیٹھے ہاں ہاں یہی کھلی ہار ہے ۳

لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ

ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ ۴

ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ

اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ۵ اور وہ جو

اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ

بتوں کی پوجا سے بچے ۶ اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے ۷ انہیں کے لئے

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ

خوشخبری ہے ۸ تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں

فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَ

پھر اس کے بہتر پر چلیں ۹ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی ۱۰ اور

أُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ

یہ ہیں جن کو عقل ہے ۱۱ تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی

الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ

نجات والوں کے برابر ہو جائے گا تو کیا تم ہدایت دے کر آگ کے مستحق کو بچا لوگے ۱۲ لیکن جو

(بقیہ صفحہ ۷۳۳) سکے گا۔ حضرت علی مرتضی فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر وزن سے ملے گا صبر کے سوا کہ اس کا اجر بغیر وزن ہے۔ صبر کا وزن ہی نہ ہو گا صابرین کے لئے میزان نہیں (خزائن العرفان) ۱۱۔ اور میرے صدقہ و طفیل میں تم کو بھی حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ وہی عبادت 'عبادت ہے' اور وہی نیکی نیکی ہے جو حضور کی معرفت اور حضور کے وسیلے سے ملے۔ کفار کے صدقات و خیرات اسی لئے باطل ہیں کہ حضور کی طفیل سے نہیں کئے گئے ۱۲۔ رب کا زا بندہ ہونا اخلاص کا انتہائی درجہ ہے۔ یہ حضور کو حاصل ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت میں سب سے پہلے رب کے عابد و عارف ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور عابد' حضور ولادت شریف سے پہلے بھی عالم ارواح میں عابد تھے۔ دنیا میں آکر بچپن شریف سے آخر تک عابد رہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ شان نزول :۔ کفار مکہ حضور سے عرض کرتے تھے کہ کیا آپ اپنی قوم کے سرداروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی ان بتوں کو پوجا کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ دوزخی ہو سکتے ہیں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری ۲۔ اس میں شرک کی اجازت نہیں بلکہ انتہائی غضب کا اظہار ہے جیسے مہربان باپ نافرمان بیٹے سے تنگ آکر کہے کہ جا خوب بدمعاشیاں کر۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ کافروں میں بدتر کافر وہ ہے جو خود بھی کافر ہو اور اس کے گھر والے بھی کافر ہوں جیسے وہ مومن خوش نصیب ہے جو خود بھی متقی ہو' اس کے گھر والے بھی متقی۔ ابوبکر صدیق کی شان یہ ہے کہ خود صحابی ہیں' ماں باپ بھی صحابی' ساری اولاد صحابی پوتے صحابی' چار پشت کی صحابیت آپ کی خصوصیت ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ ۴۔ یعنی ہر چہار طرف سے آگ میں گھرے ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ہر طرف سے کفر میں گھرے تھے۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ الخ ۵۔ تقویٰ اور خشیہ وہ خوف ہے جو اطاعت کا ذریعہ بن جاوے۔ اسی خوف پر ایمان کا دارو مدار ہے' ورنہ مطلقاً" خوف خدا تو شیطان کو بھی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۶۔ اس طرح کہ عقیدۃً بھی اس سے دور رہے اور عملاً بھی۔ خیال رہے کہ طاغوت ہر وہ چیز ہے جو گمراہی و سرکشی پیدا کرے لہٰذا شیطان سرداران کفر' بت' سب ہی طاغوت ہیں۔ ان سب سے علیحدگی ضروری ہے۔ یہ طغی سے بنا۔ بمعنی سرکشی۔ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جو نبی کو طاغوت مانے وہ ازلی مردود ہے۔ وہ حضرات ہدایت کا سرچشمہ ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ رجوع الی اللہ اس کا معتبر ہے جو برے عقیدوں سے دور ہو ظلمت و نور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رب سے بھی تعلق ہو اور بے ایمانوں سے بھی ۸۔ مومنوں کو دنیا میں حضور کی خوشخبری ہے مرتے وقت فرشتوں کی' قبر میں ملائکہ کی' حشر میں فرشتوں اور رضوان کی۔ یہ تمام خوشخبریاں حضور کی خوشخبری پر موقوف ہیں ۹۔ قول سے مراد حضور کے فرمان ہیں وہ تمام ہی احسن ہیں۔ یہ قید بیان واقعہ کی ہے نہ کہ ۔حضیت کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ حضور کے اس کلام پر عمل کرتے ہیں جو اس کے لئے احسن اور قابل عمل ہیں۔ جیسے زکوٰۃ کے حکم پر امیر لوگ عمل کرتے ہیں' جہاد کے حکم پر تندرست لوگ۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ (شان نزول) یہ دونوں آیتیں ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئیں جب آپ ایمان لائے تو آپ نے حضرت عثمان' عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید کو اپنے ایمان کی خبر دی اور انہیں بھی دعوت ایمان دی۔ یہ حضرات بھی آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ سبحان اللہ' مبارک ہے وہ درخت جس کے پھل ایسے ہوں (خزائن و روح)

(بقیہ صفحہ ۷۳۴) آیات کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق حضور سے سن کر اور یہ حضرات ابوبکر صدیق سے سنکر اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کامل عقل وہ ہے جس سے دین ملے۔ دنیا بنانے والی عقل کامل نہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے بخشش کی شفاعت نہ ہوگی' ہاں بعض کافروں پر شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا جیسے ابوطالب کو کہ انہوں نے اگرچہ ایمان اختیار نہ کیا مگر حضور کی بہت خدمت کی۔ وہ نہایت ہلکے عذاب میں دوزخ سے علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اسی لئے یہاں تنقذ فرمایا۔

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي

اپنے رب سے ڈرے ان کے لئے بالاخانے ہیں ان پر بالاخانے بنے ان کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيعَادَ ﴿۲۰﴾

نہریں بہیں اللہ کا وعدہ اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے

الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ

بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی پھر سوکھ جاتی ہے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى

تو تو دیکھے کہ وہ پیلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں دھیان کی جگہ ہے

لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

عقلمندوں کو تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو

فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ

وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان

ذِكْرِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۲۲﴾ اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ

کی جن کے دل یاد خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے اتاری

الْحَدِيثِ كِتٰبًا مُّتَشٰبِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ

سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ

ہوتے ہیں انکے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد

إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ

خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے

ع ۱۴

۱۔ عملاً بھی عقیدۃً" بھی۔ لہٰذا اس تقویٰ میں ایمان و عمل سب داخل ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ جن بندوں سے رب نے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے جیسے انبیاء کرام اور ان کے بعض متبعین' ان کا دوزخی ہونا' ایسا ہی ناممکن ہے' جیسے رب کا شریک۔ رب سچا' اس کے وعدے سچے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کے درجات اوپر نیچے ہیں' جتنا تقویٰ اعلیٰ اتنا ہی درجہ اعلیٰ ۳۔ آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمانی سبب سے یعنی سورج کی گرمی سے ۴۔ چنانچہ جب بارش نہ ہو تو کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں پانی کے چشمے سوکھ جاتے ہیں ۵۔ جن کی رنگتیں' لذتیں' اثر مختلف ہیں۔ ایسے ہی نبوت کی بارش نے شریعت و طریقت کے چشمے بہائے جن سے لاکھوں قسم کے روحانی پھل پیدا ہوئے ۶۔ کہ کھیتی سبز ہونے کے بعد پک کر پیلی پڑتی ہے۔ پھر کاٹ کر بھوسہ دانہ علیحدہ علیحدہ کر دیا جاتا ہے ۷۔ ایسے ہی دنیا کی بہاریں اور انسان کی زندگی ہے اولاً" خوشنما پھر سب فنا۔ لہٰذا اس کی سبزی پر اعتماد نہ کرو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نور ہدایت ان سب نوروں کے علاوہ ہے۔ یہ ہی نور کلمہ اور قرآن ملنے کا ذریعہ ہے۔ اس نور کا نام توفیق خداوندی ہے۔ ۹۔ یہ قلبی نور کسی کا تو چراغ کی طرح ہے جس سے وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی کا گیس کی طرح' کسی کا تاروں کی طرح' جیسے اولیاء اللہ و صحابہ کرام اور کسی کا سورج کی طرح جس سے زمانہ فیض پاتا ہے۔ جیسے حضور کا نور بلکہ حضور تو نور بنا دینے والے ہیں۔ ان کی صفت ہے سِرَاجًا مُّنِيرًا ۱۰۔ جن کے دل اللہ کے ذکر سے نرم نہیں ہوتے۔ بزرگوں کی نصیحت ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ اس سے ان کے دل اور زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ جیسے آفتاب سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک زیادہ سخت۔ اللہ بچائے (خزائن) ۱۱۔ کہ خود اللہ کا ذکر کرتے نہیں' نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ صوفیاء کے ذکر کو حرام' بعد نماز درود شریف و کلمہ شریف کو بدعت' یہ ذکر خیر کی محفلوں' میلاد شریف و ختم بزرگان کو شرک کہتے ہیں یہ خاص سختی دل کی پہچان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ زیادہ کھانے' زیادہ سونے' زیادہ بولنے سے سختی دل پیدا ہوتی ہے۔ کم کھاؤ کم بیمار پڑو گے۔ کم بولو گناہ کم کرو گے' درود شریف زیادہ پڑھو' بے ایمان ہو کر نہ مرو گے (شاہ عبدالشکور سالمی) ۱۲۔ یہ چار صفتیں قرآن شریف کی ہیں' وہ بہترین کتاب' یکساں فصیح و بلیغ ہے' اس کے دوہرے بیان ہیں۔ یعنی وعدے کے ساتھ وعید کا' رحمت کے ساتھ عذاب کا' ظلمت کے ساتھ نور کا ذکر ہے۔ یا مثانی کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھی جاوے اور دل نہ بھرے یا ہر بار نیا لطف دے یا زمانہ گزرنے سے ختم نہ ہو یا ثنا سے مشتق ہے کہ ہمیشہ اس کی تعریف ہو جیسے محمد حمد سے بنا کہ ہمیشہ ان کی حمد و ثنا ہو حمد کرنے والے ختم ہو جاویں ان کی حمد ختم نہ ہو ۱۳۔ اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ اللہ کے ذکر خصوصاً" تلاوت قرآن کریم سے ان پر ایسی ہیبت الٰہی طاری ہوتی ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جسم کانپ جاتے ہیں مگر دل چین پاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۷۳۵) دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۴۔ یعنی قرآن کا ہدایت دینا عام ہے مگر اس سے ہدایت پانا عام نہیں

۱۔ اس طرح کہ ان کی بد عملیوں کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے جانور میں ذبح کے بعد موت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یہ کفار کا حال ہو گا ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے گردن میں گندھک کا جلتا ہوا پہاڑ ہو گا۔ انہیں اوندھا کر کے منہ کے بل دوزخ میں گرایا جاوے گا (خزائن العرفان) ۳۔ اپنے کفر و بد عملیوں کی سزا بھگتو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین و کفار کے نا سمجھ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے' دوسرے یہ کہ کفار کو دنیا کی

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ

اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں تو کیا وہ جو قیامت کے دن برے عذاب کی

سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا

ڈھال نہ پائے گا اپنے چہرے کے سوا نجات والے کی طرح ہو جائے گا اور ظالموں سے فرمایا

مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ

جائے گا اپنے کمایا چکھو ان سے اگلوں نے جھٹلایا تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

کا مزہ چکھایا اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا کیا اچھا تھا

يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

اگر وہ جانتے اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت

كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ

بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو عربی زبان کا قرآن جس میں اصلاً کجی نہیں کہ

لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ

کہیں وہ ڈریں اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام میں کئی

مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ

بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان

مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے

وقف لازم

بد عملیوں کی سزا ملے گی۔ وہ اگرچہ شرعاً" احکام کے مکلف نہیں مگر اس پر سزا ضرور پائیں گے ۴۔ معلوم ہوا کہ غفلت بھی کفار کے عیوب میں سے ایک عیب ہے۔ یعنی سرکشی کرنا اور انجام سے بے خبر رہنا ۵۔ کہ کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں' کسی کو زمین میں دھنسایا' کسی پر پانی کا طوفان بھیجا۔ کسی پر پتھر برسائے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بد عملی کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ مگر یہ سزا آخرت کی سزا میں اثر انداز نہ ہو گی۔ وہ سزا پوری پوری علیحدہ ہے جیسے ملزم کے لئے حوالات میں رہنے کا زمانہ جیل کی مدت میں کمی نہیں کرتا ۷۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں دلائل' مثالیں' بشارت' ڈرانا' عشق الٰہی' نعت مصطفوی سب ہی مذکور ہیں۔ کیونکہ قرآن ساری دنیا کے لئے آیا۔ کوئی دلائل سے مانتا ہے' کوئی خوف سے' کوئی لالچ سے' کوئی عشق و محبت سے' قرآن میں سب کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں کیونکہ قرآن عربی زبان میں ہے بلکہ قرآن کا انگریزی وغیرہ نقوش میں لکھنا بھی منع ہے' جیسے قرآن کی زبان عربی ہے ویسے ہی اس کی تحریر بھی عربی ہونی چاہیے۔ نیز انگریزی نقوش میں ح' ہ س' ص' ث کا فرق نہ ہو سکے گا حالانکہ ان حروف کے بدل جانے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں ۹۔ نہ اس کی کوئی آیت فصاحت سے خالی ہے' نہ اس میں اختلاف۔ نہ اس کی غیبی خبریں غلط نہ اس کے لانے والے محبوب میں کوئی عیب ہے ۱۰۔ اسی طرح مومن ایک اللہ کا ماننے والا بندہ ہے۔ مشرک ہزاروں کا غلام' دو گھر کا مہمان بھوکا اور چند آقاؤں کا غلام پریشان ہوتا ہے کہ کس کس کو راضی کرے اور اپنی حاجت کس سے کہے۔ ایک کا غلام مزے میں رہتا ہے۔ ایسے ہی مومن راحت میں ہے۔ کافر دنیا میں بھی پریشان ہے آخرت میں بھی ۱۱۔ حقیقتہً" ایک آن کے لئے نہ کہ ہمیشہ کے لئے ورنہ قرآن کریم شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۱۲۔ خیال رہے کہ موت کی دو صورتیں ہیں' روح کا جسم سے الگ ہونا اور روح کا

ع ۱۴

جسم میں تصرف چھوڑ دینا۔ پرورش ختم کر دینا۔ انبیاء کی موت پہلے معنی میں ہے۔ یعنی خروج روح عن الجسم' اور عوام کی موت پہلے دوسرے دونوں معنی سے ہے۔ لہٰذا نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ جس بناء پر ان کا دفن کفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح ان کے جسم کی پرورش و تصرف کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے ان کے جسم گلتے نہیں اور زائرین کو پہچانتے' ان کا سلام سنتے' ان کی فریاد رسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ انبیاء کرام تبلیغ کے مدعی ہوں گے' ان کی سرکش قوم مدعیٰ علیہ' حضور کی امت نبیوں کی گواہ۔ حضور اپنی امت کے گواہ۔ حضور کی گواہی پر انبیاء کرام کی ڈگری' کفار کو عذاب۔